Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

شمارہ 37

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

25 شوال 1433 ہجری قمری 13 تبوک 1391 ہش 13 ستمبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا تا لوگ فرقہ بندیوں سے نکل کر اس جماعت میں شامل ہوں

اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میل کچیل سے نکال کر ایک علیحدہ فرقہ بناوے اور دنیا کو دکھادے کہ اسلام اس کو کہتے ہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’۔۔۔اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اس کی زندگی کا ثبوت دیا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کے زندہ ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے اور اس پر ایسا یقین پیدا ہو جو گناہ اور گندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے۔

یہ زمانہ سخت ابتلا کا زمانہ ہے۔ ہر قسم کے جرائم کا مجموعہ ہے۔ ہر قسم کی ضلالت پورے جوش میں ہے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ہر قسم کے عیب اور معاصی ان میں پائے جاتے ہیں۔ زانی، شرابی، قمار باز، بد دیانت اور خائن ہیں۔ قرضہ دیا جاوے تو دیتے نہیں عہد کرتے ہیں تو توڑتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور ظلم کرنے میں دلیر ہیں۔ یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں۔ غرض وہ کون سا عیب اور جرم ہے جو نہیں کرتے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کی وہی حالت ہو رہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش کی تھی۔ پھر اس قسم کے فسق و فجور کے ساتھ ایک اور خطرناک ابتلا دوسرے مذاہب کا ہے۔ وہ ہر قسم کے لالچ دے کر مُرتد کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اب اندرونی طور پر تو مسلمانوں کی وہ حالت ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے اور بیرونی وہ ہے جو عیسائی اور آریہ اور دوسرے مذاہب اسلام سے گمراہ کرنے کیلئے اپنی تدبیروں کو کام میں لا رہے ہیں اور اس طرح پر نہ اندرونی حالت کو دیکھ کر آرام آتا ہے اور نہ بیرونی حالت کو دیکھ کر کوئی راحت ہو سکتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۴ سن اشاعت ۲۰۰۳)

’’اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میل کچیل سے نکال کر ایک علیحدہ فرقہ بناوے اور دنیا کو دکھادے کہ اسلام اس کو کہتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۱۷ سن اشاعت ۲۰۰۳)

’’اسلامی فرقوں میں دن بدن پھوٹ پڑتی جاتی ہے۔ پھوٹ اسلام کیلئے سخت مضر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ (الانفال: ۴۷) جب سے اسلام کے اندر پھوٹ پڑی ہے دم بدم تنزل کرتا جاتا ہے۔ اس لئے خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا تا لوگ فرقہ بندیوں سے نکل کر اس جماعت میں شامل ہوں جو بے ہودہ مخالفتوں سے بالکل محفوظ ہے اور اس سیدھے راستے پر چل رہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

ہم چاہتے ہیں کہ چند مہذب و شائستہ و منصف مزاج و خدا ترس لوگ جمع ہوں اور ہم انہیں سمجھائیں کہ ہمارا مذہب کیا ہے اور دوسرے کلمہ گوؤں سے ہمارا کس بات میں اور کیوں اختلاف ہے۔ دراصل ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے جبکہ اسلام دو حملوں کے صدمے اُٹھا رہا ہے۔ ایک بیرونی طور پر حملہ ہے اور ایک اندرونی طور سے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں ہی میں سے کہتے ہیں کہ اسلام کے احکام کوئی نہیں۔ یہ روزہ و نماز و حج پُرانے زمانے کی باتیں ہیں جو کچھ عرب کے وحشیوں کیلئے ہی مفید ہو سکتی تھیں۔ پھر قیامت کے حالات پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ دومؔ وہ لوگ ہیں جو افراط کی طرف گئے ہیں۔ اور وہ بعض انبیاء کی شان میں غلو کرتے کرتے یہاں تک پہنچے ہیں کہ انہیں خدا تک بنا دیا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۳۱۔۶۳۲۔ سن اشاعت ۲۰۰۳)

مخالفوں کے سبّ وشتم کا ذکر تھا فرمایا:

’’دیکھو کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پانی ہے، بیج ہے، مگر پھر بھی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے جو سخت ناپاک ہوتی ہے پس اسی طرح ہمارے سلسلے کے لئے بھی گندی مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۳۱ سن اشاعت ۲۰۰۳)

محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ وفات پاگئیں

اناللہ وانا الیہ راجعون

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بزرگ خاتون محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب بتاریخ یکم ستمبر ۲۰۱۲ء دن کے ساڑھے ۱۱ بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بعمر ۸۵ سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ رئیس مالیرکوٹلہ کی پوتی، حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صاحبزادی تھیں۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے والد ماجد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی پھوپھی زاد ہمشیرہ تھیں۔

آپ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آرہی تھیں اور عرصہ ڈیڑھ ماہ سے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں زیر علاج تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے کرائی۔

محترمہ صاحبزادی صاحبہ ۲۰ جون ۱۹۲۷ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا بچپن قادیان میں بڑے دینی ماحول میں گزرا اور وہیں پرورش پائی اور تعلیم حاصل کی۔ پارٹیشن کے وقت جبکہ آپ کی عمر ۲۰ سال تھی قادیان سے ہجرت کر کے لاہور آگئیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کی صد سالہ جوبلی ۱۹۸۹ء کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے لگائی جانے والی نمائش کی نگرانی کے فرائض آپ کے سپرد تھے۔ جنہیں آپ نے بطریق احسان ادا کیا۔

محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کی شادی محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے کے ساتھ ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا محمود

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خیر اُمت کی موجودہ ابتر حالت اور اس کا حل

قسط:۵

قارئین! گزشتہ گفتگو میں ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خیر اُمت کی فلاح و بہبود و کامرانی کیلئے کئے گئے کارناموں کا مختصر ذکر کر چکے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اُمت کی فلاح و بہبود کیلئے جو عظیم کام کئے گئے اُن میں سب سے بڑھ کر قیام خلافت ہے۔ یہ وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کے ذریعہ دین کا احیا مسلمانوں کی خوف کی حالت کا امن میں بدلنا مقدر ہے۔ دراصل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے خیر اُمت کو یہ عظیم نعمت ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اُمت محمدیہ میں منہاج نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت ۵۶ یعنی آیت استخلاف کا ظہور نئی شان اور تجلی کے ساتھ ظاہر ہوا۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان میں بہشتی مقبرہ میں ساری جماعت نے حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین ؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ظہور عمل میں آیا۔

قارئین کرام! ہم سب جانتے ہیں کہ نظامِ خلافت کے ذریعہ ہی خیر اُمت کی فلاح و بہبود ممکن ہے کیونکہ اس نظام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت موجود ہے۔ اسی نظام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مومنین کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا جائے گا۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ۔

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ (سورۃ النور:56)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یہ آیت مومنین کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے جس پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔ اس آیت میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجا لانے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ مومن خلافت سے فیض پاتے چلے جائیں گے۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور اُس کے نتیجہ میں خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہوگی۔ یہ وہ عظیم نعمت ہے جو خیر اُمت کی شیرازہ بندی اور ملت واحدہ بننے کی ضامن ہے اور آج یہ نعمت صرف اور صرف احمدیہ مسلم جماعت کو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کے نتیجہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے حاصل ہے۔

یہ وہ عظیم نعمت ہے جس کیلئے مسلمان صدیوں سے ترس رہے ہیں مسلم علماء اور دانشور اس کے قیام کیلئے ناکام کوششیں کر چکے ہیں جبکہ عام مسلمان اس کے قیام کی بڑی حسرت سے تمنا کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے لکھا کہ:۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر سے استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

مولانا عبد الرحمن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ کراچی لکھتے ہیں:۔

’’جہاں تک نظام خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کا تعلق ہے اس سے بہتر اور اچھا کوئی نظام نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے خرید لیا ہے مومنین کا جان مال بدلے جنّت کے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آپس کے تنازعات عروج پر ہیں۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو خلیفہ کس کو مانیں اور اگر مکّہ مکرمہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے تو سب سے پہلے تنازعہ بریلوی حضرات کریں گے۔ اور میں نے خلافت کے بارہ میں ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت ممکن نہیں‘‘۔

(ماہنامہ ضرب حق کراچی۔ ماہ اپریل 2004ء صفحہ 4 کالم-5-6 بقیہ صفحہ 3 کالم 3)

ہمایوں گوہر صاحب اپنے مضمون ’’سفر کا آغاز ہوتا ہے‘‘ میں لکھتے ہیں کہ: ’’آج ہم اپنے آپ کو فرسودہ خیالات، ناقص رسومات اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پاتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی برائیاں ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ عدم انصاف عروج پر ہے۔ اور ماحولیاتی آلودگی گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے جو اُمّہ کی اصلاح کر سکے۔ اس کے لئے بہت زیادہ ہمت و جذبے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ارادے کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلافت جیسے ادارے کی وجہ سے ممکن ہے‘‘۔ (نوائے وقت۔ 19 دسمبر 2005ء)

انجینئر معیز معین لکھتے ہیں:۔

’’آج مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زائد ہے۔ اس کی افواج کی تعداد تقریباً 40 لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ مسلمانوں کے پاس امریکہ سے بھی زیادہ لڑاکا جہاز ہیں۔ دنیا کے 70 فیصد توانائی کے وسائل اور زرخیز زمینیں مسلمانوں کے پاس ہیں اور 13 سو سال کی دنیا پر حکومت کرنے کی شاندار تاریخ ہے۔ لیکن پھر بھی یہ امت ایک زبردست تاریکی میں کھڑی ہے اور اس کا جسم لہولہان ہے۔ **صرف اور صرف اسلام کی روشنی اور خلافت کی طاقت ہی اس امت کو دوبارہ سے اس کا کھویا ہوا مقام دلوا سکتی ہے‘‘۔**

(نوائے وقت ملی ایڈیشن 25 اگست 2006ء)

اسی طرح امام مسجد اقصیٰ فلسطین پروفیسر الشیخ ابو محمد الحمودی صاحب احیاء خلافت کی ضرورت کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

’’مسلمانوں کو مسجد اقصیٰ کی بازیابی بہت خواہش و تمنا ہے لیکن کیا ہم مسلمانوں نے کبھی سوچا کہ خلافت ہی وہ قوت ہے جس کے ذریعہ مسجد اقصیٰ کو واپس حاصل کیا جا سکتا ہے اور سارے عالم اسلام میں اتحاد و اتفاق کی کتنی ضرورت ہے نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اسلامی مملکت قائم کرتے ہوئے بکھرے ہوئے قبائل کو ایک وحدت میں پرو دیا۔ ان کے درمیان اخوت و اتحاد قائم کیا اور اس اخوت کی مثال ساری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ شیخ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے خالصتاً شریعت کی بنیاد پر ایک ایسا اسلامی نظام نافذ کیا جو انسانوں کو برائی سے روکتا ہے۔ آپس میں اتحاد و اتفاق اور سلامتی کی دعوت دیتا ہے نظام خلافت کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ مقدس نظام حکومت ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے نافذ کیا اور خلافت کے ذریعہ شرعی نظام کی آبیاری کی گئی۔ خلافت کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ الحمودی نے کہا کہ نظام خلافت دراصل امت میں اتحاد و اتفاق پیدا کرتا ہے کیونکہ اسلام میں اتحاد کی اہمیت مسلمہ ہے۔ مسلمانوں پر اسلامی حکومت اسلامی مملکت اور خلافت کو قائم کرنے کیلئے آگے آئے بار بار زور دیا اور کہا کہ دنیا میں خلافت کے ذریعہ اسلامی نظام قائم کرنا ساری امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ (روزنامہ سیاست مورخہ ۲۳ جون ۲۰۱۲ صفحہ آخر)

قیام خلافت و اتحاد اُمت کیلئے انسانی کوششوں کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے مفکر دین علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔

’’مسلمانوں کا سیاسی انتشار اب کچھ چھپا راز نہیں۔ ہم نے پہلے مسلم لیگ بنائی، پھر خلافت قائم کی، پھر جمعیت کھڑی کی۔ بعدازاں مسلم کانفرنس کو پیدا کیا پھر جماعت احرار میدان میں آئی۔ ان میں سے ہر ایک کو مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کا دعویٰ ہے اور ہر ایک پوری قوم کی زبان ناطق بننے کی مدعی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا کوئی پروگرام اب تک نہ قابل عمل ہو سکا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس سے پہلے کہ مسلمانوں کو اصلاح کی دعوت دی جائے ضرورت ہے کہ ان انجمنوں کی شکست و ریخت کی جائے۔ ان میں سے بعض کو دفن کر دیا جائے اور بعضوں کے مقاصد بدل دیئے جائیں اور صرف ایک انجمن قائم رکھی جائے‘‘۔ (رسالہ معارف ستمبر 1993ء)

قارئین! مسلمان دانشور مانتے ہیں کہ خلافت کے بغیر اُمت مسلمہ کا اتحاد ناممکن ہے۔ اسلام کی ترقی اور اتحاد ناممکن ہے لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ آنکھوں پر پٹی پڑے ہونے کی وجہ سے خدا کی قائم کردہ خلافت سے آنکھیں موند کر نام نہاد علماء دین حسرت بھر رہے ہیں۔ جس کو خدا تعالیٰ نے خیر اُمت کی فلاح و بہبود کیلئے خاتم الخلفا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس کے ذریعہ جاری خلافت کے نظام کے انکاری ہیں۔ آج ان مسلمانوں کی قسمت میں خلافت احمدیہ سے انکار کے سبب محرومی اور ناکامی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ مسلمانوں نے مختلف زمانوں میں خلافت کے نظام کو جاری کرنے کی کوششیں کیں بلکہ بعض حکمرانوں اور اثر و رسوخ والوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ اگر ہم بھی امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین کہلانے لگ جائیں تو سارے عالم اسلام کی باگ ڈور سنبھال لیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دیا کہ خلافت کا قیام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

سچی خلافت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہوتی ہے اور یہ تائید و نصرت اور غیبی تائیدات کے نظارے آج ہمیں خلافت حقہ احمدیہ کے ساتھ نظر آ رہے ہیں روئے زمین پر آج خلافت حقہ احمدیہ ہی مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اتفاق و اتحاد کیلئے عافیت کا حصار ہے۔ لاکھوں خود ساختہ کوششیں بھی خلافت حقہ کو قائم نہیں کر سکتیں۔

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہایت تحدی کے ساتھ فرمایا:۔

’’آج اُمّت مسلمہ میں کتنی کوششیں ہو رہی ہیں خلافت کے قیام کے لئے، لیکن وہ بار آور نہیں ہو سکتیں اور کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کا دین جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی خلافت کی اطاعت کی بجائے بندوں کی بنائی ہوئی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

(اخبار بدر مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ صفحہ ۲۸)

اسی طرح فرمایا:۔

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

ایک مومن کی شان ہے کہ جب وہ بندوں کے احسانوں کا بھی شکر گزار ہوتا ہے تو احسان کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے۔

اپنے تعلقات کو، اپنی کامیابیوں کو اپنی کسی خوبی پر محمول نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں کہ اُس نے آپ کو یہ موقع دیا کہ تعلقات بنائیں۔ اور ان تعلقات سے ہمارا مقصد اپنا ذاتی مفاد اُٹھانا نہیں ہے، نہ کبھی یہ ہونا چاہئے۔

اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہے کہ شاید ان تعلقات سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ ہے یا ہماری کوئی اپنی قابلیت ہے جس کی وجہ سے یہ تعلقات بنے یا جماعت احمدیہ کی ترقی اس سے وابستہ ہے تو وہ بالکل غلط ہے۔

ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ جماعت کی ترقی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے، کسی حکومت کی مدد سے نہیں۔

ہمیشہ اس سوچ کے ساتھ تعلقات رکھیں کہ ہم نے ان دنیاوی لیڈروں سے کچھ لینا نہیں بلکہ دینا ہے۔ شکر گزاری کے جذبات سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح بڑھتے رہیں گے۔ یاد رکھیں جماعت کے کاموں میں کبھی دنیاداری راس نہیں آتی۔

(امریکہ اور کینیڈا کے دوروں کے حوالہ سے غیروں سے تعلقات بنانے کے سلسلہ میں اہم نصائح)

واشنگٹن میں Capitol Hill میں منعقد ہونے والے فنکشن میں اللہ تعالیٰ کی رعب کے ساتھ نصرت کے وعدوں کا پُرشوکت اظہار۔ غیروں کے تأثرات کا تذکرہ۔

ان لوگوں تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچا دینا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔ اثر ہوتا ہے یا نہیں، یا عارضی طور پر اثر ہوا ہے تو کب زائل ہو جائے، بات پر کان دھرتے ہیں یا نہیں، لیکن ان پر اسلام کی خوبصورت تعلیم بہر حال واضح ہو گئی ہے۔ پس اصل حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے یہ سامان پیدا فرمائے اور اس بات کو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت عمومی طور پر اخلاص و وفا میں بڑی بڑھی ہوئی ہے۔ کینیڈا میں مختلف پروگراموں کی کامیابی اور جماعتی ترقیات کا تذکرہ

اس رمضان سے بھی خوب فائدہ ہر احمدی کو اُٹھانا چاہئے۔ اپنی دعاؤں اور عبادتوں کو بھی انتہا تک لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یہ دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور کھینچنے کے دن ہیں، ان سے بھر پور فائدہ ہر احمدی کو اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مکرم چوہدری نعیم احمد گوندل صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی کی شہادت اور محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کی وفات کا تذکرہ اور مرحومین کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 رجولائی 2012ء بمطابق 20 روفا 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 اگست 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

عموماً ہم جب اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کو دیکھتے ہیں تو اکثریت کے منہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کے ذکر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نکلتا ہے، چاہے اُسے اَلْحَمْد کے گہرے معنی کا علم ہو یا نہ ہو۔ ایک ماحول میں اُٹھان کی وجہ سے یہ احساس ضرور ہے کہ چاہے تکلفاً ہی کہا جائے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ضرور کہنا ہے۔ کم علم سے کم علم کو بھی یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ضرور کہے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس ایک احمدی کے منہ سے ہر ایسے موقع پر جس سے خوشی پہنچ رہی ہو، جس پر جب اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی انعام مل رہا ہو، یا کسی بھی طریقے سے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے نواز رہا ہے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ضرور نکلتا ہے، چاہے وہ کسی کی ذاتی خوشی ہو یا جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ اور یہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کے الفاظ کی ادائیگی ہر ایسے موقع پر ایک احمدی کے منہ سے ہونی بھی چاہئے۔ لیکن ان الفاظ کی ادائیگی کا اظہار الفاظ کہنے والے کے لئے اور بھی زیادہ برکت کا موجب بن جاتا ہے جب وہ سوچ سمجھ کر، اُس کی روح کو جانتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور مسیح موعود کو مانا ہے، مہدی موعود کو مانا ہے اور اس ایمان کی وجہ سے ہمیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا کسی بھی قرآنی لفظ کے معانی اور روح کو سمجھنے میں دقت نہیں ہے، بشرطیکہ ہماری اس طرف توجہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کی روح سے ہمیں روشناس کروایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی مختلف رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ اس وقت مَیں ایک مختصر وضاحت حَمد کے لفظ کی آپ کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''واضح ہو کہ حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور حقیقتِ حمد کما حقہٗ صرف اُسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے۔ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اُسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اُسی کے لئے ہے، اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اُس کے غیروں کے متعلق کی جائے، اُس کا مرجع بھی وہی ہے''۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از اعجاز المسیح۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول۔ سورۃ فاتحہ۔ صفحہ 74-75۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ تفصیل ہے جس کا لفظ حَمد حامل ہے۔ اور جب ان باتوں کو سامنے رکھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا جائے تو وہ حقیقی حمد بنتی ہے جو ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ حمد بہت سی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے استعمال ہوا ہے۔ بہر حال اس وقت مَیں اس اقتباس کے حوالے سے بات کروں گا، اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حمد کی وضاحت کے حوالے

سے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہیں۔

ایک تو یہ بات کہ ایسی تعریف جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر ہو۔ اور انسانوں میں سے بھی مختلف لوگوں کی تعریف ہوتی ہے۔ لیکن فرمایا کہ جو تعریف کا مستحق ہے اور تعریف کا سب سے زیادہ مستحق اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے؟ پس ایک بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی اس لئے ہیں کہ وہی سب سے زیادہ تعریف کا حقدار ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایسے انعام دینے والے کی تعریف جس نے اپنے ارادے سے انعام دیا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کے انعام جب نازل ہوتے ہیں تو انعام حاصل کرنے والے کے اپنے عمل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ رحمانیت کا جلوہ دکھاتے ہوئے بغیر کسی عمل کے بھی نواز دیتا ہے یا اُس عمل سے ہزاروں گنا زیادہ بڑھا کر نوازتا ہے جتنا کہ عمل کیا گیا ہو یا پھر رحیمیت کے جلوے کے تحت اگر انعام دیتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بندے کو توفیق دیتا ہے کہ وہ کوئی کام کرے یا دعا کرے اور اُس کے نتیجے میں نیک نتائج ظاہر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ بندے کو نوازے۔

اور پھر تیسری چیز یہ فرمائی کہ اپنی مشیت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنی مشیت کے مطابق کوئی احسان کرتا ہے یا کوئی بھی کام کرتا ہے، اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں پر احسان کرے۔ اس لئے اُس نے اپنی رحمت کو وسیع تر کیا ہوا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے وعدے اُس کی مشیت کے ساتھ شامل ہوجائیں تو پھر انعاموں اور فضلوں اور احسانوں کی ایسی بارش ہوتی ہے جس کا انسان احاطہ بھی نہیں کرسکتا۔ اور یہ صورتحال اس دَور میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ نظر آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور فیصلہ آپ کے غلبہ کا اعلان کرتا ہے۔

پھر اگلی بات آپ نے یہ فرمائی کہ حمد کی حقیقی حقدار وہ ذات ہوتی ہے جس سے تمام فیض اور نور کے چشمے پھوٹ رہے ہوں۔ پس جب انسان اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو یہ سوچ کر کہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس سے انسان کو سب فیض پہنچ رہے ہیں اور وہی ذات ہے جو زمین و آسمان کا نور بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض (النور:36) جب وہ نور ہے تو اُسی کی طرف انسان رجوع کرے۔ اُس کی طرف بڑھے۔ اُس کے آگے جھکے اور یوں پھر ایسا انسان حقیقی حمد کرنے والا بن کر اندھیروں سے روشنیوں کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور یہاں پھر اللہ تعالیٰ کے احسان کا ایک اور مضمون شروع ہوجاتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْر (البقرۃ:258) کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا دوست ہو جاتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور جس بندے کا اللہ تعالیٰ دوست اور ولی ہوجائے پھر اُسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا بھی ایک نیا اِدراک حاصل ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا بھی ایک نیا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ گویا حقیقی حمد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے اور پھر اس وارث بننے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا فضل ہوتا چلا جاتا ہے۔

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی یادرکھنے والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی پر غیر شعوری طور پر احسان کرتا ہے، نہ کسی مجبوری کے تحت بلکہ علی وجہ البصیرت یہ احسان ہے۔ جانتا ہے کہ مَیں یہ احسان کر رہا ہوں اور اس احسان کا بدلہ بھی نہیں لینا لیکن بندے کو یہ بھی بتادیا کہ اگر تم شکر گزار بنو گے، حقیقی حمد کرتے رہو گے، بندگی کا حق ادا کرو گے تو لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور بھی زیادہ تمہیں ملے گا۔ میرے یہ انعامات اور احسانات بڑھتے چلے جائیں گے اور نہ صرف یہ انعامات اور احسانات اس دنیا میں تم پر ہوتے رہیں گے بلکہ اُس دنیا میں بھی یہ انعامات اور احسانات تم پر ہوں گے اور حقیقی حمد کے نہ ختم ہونے والے پھل تم کھاتے چلے جاؤ گے۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ اس بات کو بھی یادرکھو کہ اس دنیا میں جو تعریف اللہ تعالیٰ کے غیر کی یا اُس کی مخلوق کی تم کرتے ہو وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف لے جاتی ہے اور لے جانے والی ہونی چاہئے۔ اور ایک حقیقی مومن کو اس بات کا اِدراک اور فہم ہونا چاہئے کہ تمام تعریف کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ زمین و آسمان اور اس کی ہر چیز پیدا کرنے والا خدا ہے، چاہے وہ جاندار مخلوق ہے یا غیر جاندار مخلوق۔ نباتات ہیں، حیوانات ہیں، انسان ہے، سب کا پیدا کرنے والا اور اُن میں وہ خصوصیات پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہے جس سے ایک انسان فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

پس کسی بھی چیز کی اور کسی بھی انسان کی اپنی ذاتی اہمیت کوئی نہیں جب تک کہ خدا تعالیٰ اُس میں وہ خصوصیت یا طاقت پیدا نہ کرے جو انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہے۔ اس زمین پر بھی بیشمار چیزیں جو ہم دیکھتے ہیں اُن سے فائدہ پہنچانے کی خاصیت خدا تعالیٰ نے ہی اُن میں رکھی ہے اور انسان اُن سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کہ یہ فائدہ حاصل کیا جائے۔ پس جب ہر ایک کو ہر خصوصیت خدا تعالیٰ کی مرضی اور اُس کے ارادے اور اُس کے قانونِ قدرت سے مل رہی ہے تو پھر غیر اللہ سے فائدہ اُٹھانے کے بعد حقیقی شکر گزاری بھی خدا تعالیٰ کی ہونی چاہئے اور حمد اُسی کی کرنی چاہئے کہ اُس نے یہ اسباب اور سامان پیدا فرمائے جس کی وجہ سے اللہ کے بندے نے فائدہ اُٹھایا، ایک مومن نے فائدہ اُٹھایا۔ ہاں یہ بھی حکم ہے کہ شکر گزاری بندوں کی بھی کرنی چاہئے۔ اگر تم کسی دوسرے انسان سے فائدہ اُٹھاتے ہو تو اُس کے بھی شکر گزار بنو۔ اگر بندوں کی شکر گزاری اس نیت سے کی جائے کہ خدا تعالیٰ نے اسے میرے فائدے کے لئے بھیجا ہے، اُسے مجھے فائدہ پہنچانے کا ایک ذریعہ بنایا ہے، میری بہتری کا ذریعہ بنایا ہے تو یہ بھی خدا تعالیٰ کی شکر گزاری ہے۔ اور یہ شکر گزاری اُس ربّ العالمین کی ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے جس نے ہمیں بھی پیدا کیا اور ہماری پرورش کے سامان کئے اور باقی چیزوں کے لئے بھی۔ پھر کسی بندے کو انسان ربّ نہیں بناتا۔ یہ نہیں سمجھتا کہ اس بندے کی وجہ سے میرے یہ کام ہوئے ہیں یا مجھے سب کچھ ملا ہے۔ پھر حقیقی ربّ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے جو ربّ العالمین ہے۔

پس یہ ایک مومن کی شان ہے کہ جب وہ بندوں کے احسانوں کا بھی شکر گزار ہوتا ہے تو احسان کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے بلکہ جب کسی کی طرف سے نیک سلوک دیکھتا ہے تو اس نیک سلوک کی وجہ بھی خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے کہ اُس نے دوسرے کے دل میں نیک سلوک کرنے کا خیال ڈالا۔ پس ایک حقیقی مومن کی سوچ ہر فائدہ پر چاہے وہ کسی بھی ذریعے سے پہنچ رہا ہو اُسے خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو وہی حقیقی حمد ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلوائی ہے اور توجہ قائم کرنے کا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افرادِ جماعت کی اکثریت تو اس سوچ سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے اور کرنی چاہئے کہ ایمان بھی اس حقیقی حمد کے ساتھ ہی ترقی کرتا ہے لیکن من حیث الجماعت بھی ہمیں یہی سوچ رکھنی چاہئے کہ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ جو جماعت کو مختلف نہج پر آگے بڑھتا ہوا دکھاتا ہے تو اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے بنیں اور ہمیشہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی حقیقی روح کو جاننے والے ہوں۔ اور جب اس طریق پر ہر طرف حمد ہو رہی ہوگی تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی پہلے سے کئی گنا بڑھ کر برسے گی۔ یہ حقیقی حمد انسان کے اندر ایک روحانی انقلاب بھی پیدا کرتی ہے۔ باریک تر شرک سے بھی بچاتی ہے۔ ایک انسان کو حقیقی عابد بناتی ہے اور پھر اُن حکموں کی تلاش کر کے اُن پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ انسانی قدروں کو اپنانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ پس یہ حمد ہے جس کے کرنے کی ہمیں تلاش رہنی چاہئے۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں جو مَیں نے کینیڈا میں دیا تھا، امریکہ اور کینیڈا کے نوجوانوں کا ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں توفیق دی ہے کہ وہ جماعتی کاموں میں کافی ایکٹو (Active) ہوئے ہیں اور خاص طور پر تعلقات بڑھانے میں غیروں سے کافی آگے بڑھے ہیں۔ اور پھر تعلقات کے بہتر نتائج بھی نکلے ہیں اور بہت سے پڑھے لکھے لوگوں سے اُن کے رابطے ہوئے ہیں۔ اُن ملکوں کی بڑی شخصیات سے اُن کے رابطے ہوئے ہیں۔ اور اُن رابطوں کی وجہ سے جب مَیں وہاں گیا تو مختلف لوگوں سے بھی مجھے ملایا گیا۔ اُن سے ملنے کا موقع بھی دیا اور اکثر ہمارے مشن ہاؤس میں آ کے وہیں ملتے رہے۔ عموماً بڑے بڑے لوگ جن کے بارے میں خیال ہوتا ہے کہ نہیں آئیں گے، وہ لوگ جو ملکوں کی پالیسیز بناتے ہیں، جو دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اور دنیا کے بارے میں پالیسیز بناتے ہیں، اُن کو بھی کچھ بتانے اور سمجھانے کا اور کہنے کا موقع ملا۔ ان تعلقات کی وجہ سے یہ فائدہ ہوا۔ اور اس میں جیسا کہ مَیں نے کہا، بڑا کردار نوجوانوں نے ادا کیا۔ لیکن ان نوجوانوں کو جو خواہ امریکہ کے ہوں یا کینیڈا کے ہوں یا دنیا میں کسی بھی ملک کے ہوں، مَیں یہ توجہ بھی دلانی چاہتا ہوں کہ کسی دنیاوی تعلق کو اپنی بڑی کامیابی نہ سمجھیں۔ ہاں ایک موقع اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا کہ ان دنیاوی لوگوں تک آپ کی پہنچ ہو اور اُن تک حقیقی اور انصاف پر مبنی اسلام کی تعلیم پہنچے یا اگر آپ لوگوں نے اُن لوگوں سے مجھے ملوایا یا کوئی فنکشن ارینج (Arrange) کیا تو مجھے خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ اُنہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم بتاؤں اور حکمت سے ان ملکوں کے بڑوں کو جو دنیا کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں بتاؤں کہ دنیا کی رہنمائی کس طرح ہوسکتی ہے۔

پس پہلی بات تو مَیں ہر جگہ کے نوجوانوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ ابھی مَیں امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کر کے آیا ہوں اس لئے وہاں کے نوجوانوں کو خاص طور پر کہ اپنے تعلقات کو، اپنی کامیابیوں کو اپنی کسی خوبی پر محمول نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں کہ اُس نے آپ کو یہ موقع دیا کہ تعلقات بنائیں۔ اور ان تعلقات سے ہمارا مقصد اپنا ذاتی مفاد اُٹھانا نہیں ہے، نہ کبھی یہ ہونا چاہئے۔ مقصد یہ ہے کہ دنیا کی رہنمائی ہو، دنیا کو حتی الوسع کوشش کر کے سیدھے راستے پر چلنے کے طریقے بتائے جائیں۔ اگر وہ مان لے تو ٹھیک، نہیں تو پھر کم از کم ہمارا فرض پورا ہوجاتا ہے۔ دنیا کو فسادوں اور تباہی سے بچایا جائے کیونکہ جس نہج پر دنیا چل رہی ہے، اگر یہ جاری رہا تو یقیناً بہت بڑی تباہی آگے نظر آرہی ہے۔ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف لایا جائے۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہے کہ شاید ان تعلقات سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ ہے یا ہماری کوئی اپنی قابلیت ہے جس کی وجہ سے یہ تعلقات بنے یا جماعت احمدیہ کی ترقی اس سے وابستہ ہے تو وہ بالکل غلط ہے۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

جیسا کہ مَیں نے حمد کے مضمون میں وضاحت کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ترقیات سے نوازے۔ ان ترقیات کے حصول میں ہماری تو ادنیٰ کوشش ہوتی ہے اور باقی جو نتائج حاصل ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان کے رنگ میں ہو رہے ہوتے ہیں۔

پس ہر کوشش کے پھل کسی کی ذاتی خوبی اور محنت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے ہیں، بلکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے ہی ہیں۔ اگر ہم اس سوچ کو قائم رکھیں گے تو فضل بڑھتے جائیں گے۔ باقی ان دنیاداروں سے نہ ہم نے کچھ لینا ہے، نہ ہمارا یہ مقصد ہے۔ میرے امریکہ کے دورے کی رپورٹس الفضل میں پڑھنے والوں نے تو پڑھ لی ہوں گی۔ امریکہ میں اُس جگہ اور عمارت میں جو کیپیٹل ہل (Capitol Hill) کہلاتی ہے، جہاں امریکی کانگریس اور سینیٹ (Senate) بیٹھ کر اپنے ملکی اور دنیا کے فیصلے کرتی ہیں، جہاں اُس ملک کے اور بھی مختلف دفاتر ہیں، وہاں ایک ہال میں فنکشن بھی ہوا تھا، جہاں مَیں نے اُنہیں مختصر خطاب کیا تھا۔ ہمارے بعض مخالفین نے، خاص طور پر پاکستان میں اسے ہمارے خلاف، جماعت کے خلاف اُچھالنے کی کوشش کی تاکہ احمدیوں کے خلاف مزید بھڑکایا جائے لیکن بہرحال ان کو کوئی ایسی خاص پذیرائی تو نہیں ملی۔ ان کا یہ مؤقف تھا کہ مَیں احمدیوں کے لئے امریکی حکومت سے کوئی مدد مانگنے گیا ہوں یا نعوذ باللہ ملک کے خلاف، پاکستان کے خلاف کوئی سازش کرنے گیا ہوں۔ یہ تو جو کچھ مَیں نے وہاں کہا اُسے سن کر، اگر ان کی انصاف کی آنکھ ہو، جو نہیں ہے تو خود ہی انصاف سے فیصلہ کر لیں گے اور ہر عقلمند فیصلہ کر سکتا ہے کہ میں لینے گیا تھا یا اُنہیں کچھ دینے اور بتانے گیا تھا۔

ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ جماعت کی ترقی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے، کسی حکومت کی مدد سے نہیں۔ اور نہ کبھی ہمارے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ ملک کے خلاف سازش کا سوال ہے تو ہم ان لوگوں سے زیادہ وطن سے محبت کرنے والے ہیں جن کا نہ پاکستان کے بنانے میں کوئی کردار ہے، نہ اس کے قائم رکھنے میں کوئی کردار ہے، بلکہ یہ لوگ تو دونوں ہاتھوں سے ملک کو لوٹ رہے ہیں اور تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

جہاں تک لینے کی بات ہے تو یہ بھی بتا دوں کہ 2008ء میں جوبلی کے جلسہ پر جب مَیں وہاں گیا تھا تو وہاں ایک ریسپشن (Reception) بھی تھی جس میں مقامی لوگ آئے ہوئے تھے لیکن اس میں صرف ایک سینیٹر تھوڑی دیر کے لئے آئے۔ وہ پانچ منٹ بیٹھے اور چلے گئے اور وہ بھی فنکشن سے پہلے۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے کوئی سینیٹر (Senator) یا کانگریس مین (Congressman) وغیرہ نہیں تھے۔ اور اُن سے دو منٹ بات ہوئی تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ انداز مجھے ایسے لگا جیسے یہ کہہ رہے ہوں کہ کیا مانگنے آئے ہو؟ کیونکہ پاکستانیوں کے متعلق اُن کا شاید یہی تصور ہے کہ مانگنے آتے ہیں۔ تو اُسے مَیں نے کہا کہ مَیں تمہارے سے کچھ لینے نہیں آیا۔ اُس وقت بھی مَیں نے اُس کو کہا تھا کہ تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ اگر تم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہو تو تمہیں کیا طریقے اختیار کرنے چاہئیں اور کس طرح اپنی پالیسیز بنانی چاہئیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا یہ واحد سینیٹر تھے جو آئے۔ چند منٹ کی گفتگو مجھ سے کی اور چلے گئے۔

لیکن اس خطاب یا فنکشن کا جہاں تک تعلق ہے جو کیپیٹل ہِل میں ہوا اُس کی اہمیت میرے لئے صرف اتنی تھی کہ اگر یہ لیڈر اکٹھے ہو جائیں اور پڑھا لکھا طبقہ وہاں آ جائے تو ان کو اسلام کی تعلیم کے کچھ پہلو بتائے جائیں اور دنیا کے امن کے لئے شاید یہ سن کے پھر دنیا کے امن کے لئے ان کو صحیح قدم اُٹھانے کا خیال پیدا ہو جائے۔

اس فنکشن سے ایک دن پہلے سی این این (CNN) کے نمائندہ نے میرا انٹرویو لیا تھا۔ وہ اور باتوں کے علاوہ کہنے لگا کہ تمہارے لئے یہ بڑا اہم موقع پیدا ہو رہا ہے تو کیسا محسوس کر رہے ہو۔ مَیں نے اُسے کہا اور ایک دم میرے منہ سے یہی نکلا کہ میرے لئے تو یہ کوئی ایسا زیادہ اہم موقع نہیں ہے۔ اُس کے الفاظ کچھ ایسے تھے جیسے کوئی بڑی ایکسائٹمنٹ (Excitement) ہوگی یا کچھ ہوگا۔ تو بہرحال مَیں نے کہا کہ کوئی ایسا موقع نہیں ہے جس کی وجہ سے مَیں ضرورت سے زیادہ ایکسائٹڈ (Excited) ہو جاؤں۔ اس دورے پر جو امریکہ میں آیا ہوں میرا اصل مقصد تو اپنے لوگوں سے ملنا اور اُن کی دینی، اخلاقی، روحانی حالت کی بہتری کی طرف اُنہیں توجہ دلانا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ تمہاری یہ بات جو ہے یہ تو امریکی سیاستدانوں کے لئے بڑی دھچکے والی بات ہے کہ تم اُسے کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ اور پھر ہنس کے کہنے لگا کہ مَیں تمہاری یہ بات بہرحال ان سیاستدانوں کو نہیں بتاؤں گا۔

بہرحال ایک دنیادار کی نظر میں تو اس کی کوئی اہمیت ہوگی لیکن ہمارے نزدیک نہ ہے اور نہ ہونی چاہئے۔ ہاں ہم اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن کا شکریہ ضرور ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری باتیں سنیں۔ اسی طرح اس فنکشن سے پہلے جب مختلف ملاقاتیں ہو رہی تھیں، وہاں کے فوجوں میں جو مختلف فرقوں کے چیپلن (Chaplain) ہیں وہ بھی ہمارے ایک احمدی کے تعلق کی وجہ سے مجھے ملنے آئے۔ چار پانچ آدمی تھے تو اُن میں سے ایک نے مجھے کہا کہ کل تم نے کانگریس میں جا کر کانگریس مین اور سینیٹر سے خطاب کرنا ہے تو نروس (Nervous) تو نہیں ہو رہے ہو گے۔ مَیں نے اُسے کہا کہ بالکل نہیں۔ مَیں نے تو قرآن اور اسلام کی باتیں کرنی ہیں اور مَیں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی نروس ہونے والی بات ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ مختلف جگہوں پر لیکچرز دینے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا کہ ہمیں اگر کوئی ایسا موقع آئے تو بڑی دِقّت ہوتی ہے اور بعض دفعہ نروس ہو جاتے ہیں حالانکہ ہم بہت زیادہ لیکچر دینے والے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ بیشک چیپلن تو ہیں، یا مذہبی لیڈر سمجھ لیں اور اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں، لیکن دنیاداری ان پر غالب ہے اور کیپیٹل ہل کا جو نام ہے وہی اُن کے لئے ایک ہوّا ہے چاہے وہ امریکن ہی ہوں۔ لیکن خدائے واحد کو ماننے والے کے لئے خدا ہی سب کچھ ہے اور ہونا چاہئے۔ جماعت پر اعتراض کرنے والے بھی اسی طرح دنیاداروں سے متأثر ہوتے ہیں جس طرح یہ لوگ ہو رہے ہیں ان کی بھی میٹنگیں ہوتی ہوں گی۔ بعض جا کے ملتے بھی ہوں گے اور ان لوگوں کو متأثر ہونے کی وجہ سے کبھی یہ توفیق نہیں ملی کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں، اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں، قرآنِ کریم کا پیغام پہنچائیں۔

جب فنکشن ہو گیا تو ایک کانگریس مَین نے جو ایک دوسرے (کانگریس مین) سے بات کر رہا تھا جو ہمارے ایک احمدی نے سن لی کہ مسلمان لیڈروں کو اس طرح ہونا چاہئے کہ کھل کر بات کیا کریں اور حقیقت بیان کریں اور پُرزور الفاظ میں کریں۔ تو یہ بہرحال ایک تأثر تھا۔ ان لوگوں کو بھی، آج تک کسی مسلمان لیڈر کو، بلکہ حکومتوں کے سربراہوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق نہیں دی۔ اس لئے نہیں دی کہ ان کو دین سے زیادہ دنیا کی طرف رغبت ہے۔

پس نوجوان ہمیشہ اس سوچ کے ساتھ تعلقات رکھیں کہ ہم نے ان دنیاوی لیڈروں سے کچھ لینا نہیں بلکہ دینا ہے۔ شکرگزاری کے جذبات سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح بڑھتے رہیں گے۔ یاد رکھیں جماعت کے کاموں میں کبھی دنیاداری راس نہیں آتی۔ اگر دنیاداروں کو اپنا سب کچھ سمجھ لیا تو جو خدا تعالیٰ ہے، جو انعام دینے والا ہے وہ ان انعاموں کو واپس لینے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔

پس ہمارا مقصد تو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حمد اور اُس کی رضا ہونا چاہئے اور ہے، نہ کہ کسی دنیادار سے تعلقات ہماری انتہاء ہے۔ یہ کبھی نہ ہماری انتہا ہوئی ہے نہ ہے نہ انشاء اللہ ہوگی۔ اور نہ ہی ہماری زندگی کا مقصد ان دنیاداروں سے کچھ حاصل کرنا اور ان تک پہنچنا ہے اور چاہے وہ امریکہ کا کیپیٹل ہل ہو یا کوئی اور ایوان ہو، وہاں کا فنکشن نہ کبھی ہماری زندگی کا مقصد رہا ہے اور نہ ہوگا اور نہ ہونا چاہئے۔ یہ ہماری انتہا نہیں۔ ہماری انتہا ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ وہ جتنا بھی پڑھا لکھا ہے اور لوگوں سے تعلقات ہیں کہ خدائے واحد کے آگے جھکنے والا دنیا کو بنانا ہے، یہ ہمارا انتہائی مقصود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام ایوانوں اور ملکوں کے جھنڈوں سے اونچا کرنا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔

ایم ٹی اے پر اکثر آپ نے دیکھا ہوگا اور رپورٹس میں بھی پڑھا ہوگا کہ جو کچھ مَیں نے وہاں کہا وہ قرآنِ کریم کی تعلیم کی روشنی میں کہا ہے اور اسلام کی تعلیم جو حق اور سچائی کی تعلیم ہے، وہ کہنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں بھی میری کوئی خوبی نہیں۔ مَیں تو اپنے آپ کو کم علم اور عاجز انسان سمجھتا ہوں لیکن جس مسیح موعود کی نمائندگی میں مَیں اس خطاب کے لئے گیا تھا، اُس کے ساتھ اور آپ کے آقا اور ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ نُصِرْتَ بِالرُّعْب۔ وہاں جاتے ہوئے کار میں جب مَیں دعا کر رہا تھا تو یہی خیال مجھے آیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑا اونچا ایوان ہے اور اس سے پہلے تو کبھی سوچنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا، اُسی وقت مجھے جاتے جاتے یہ خیال آیا کہ مَیں تو تیرا ایک عاجز بندہ ہوں اور تیرے پیغام کو لے کر وہاں جا رہا ہوں۔ تیرے مسیح موعود کی نمائندگی میں جا رہا ہوں۔ اس لئے نُصِرْتَ بِالرُّعْب کا جو وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اُس کا نظارہ آج بھی دکھا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور یہ ذوق رکھنے والے احمدیوں نے دیکھا اور اس کا اظہار بھی کیا بلکہ دوسروں نے بھی اظہار کیا کہ نُصِرْتَ بِالرُّعْب کا نظارہ ہم نے وہاں دیکھا۔ انور محمود خان صاحب جو مولانا عبدالمالک خان صاحب کے بیٹے ہیں، وہیں رہتے ہیں، وہاں کی مرکزی عاملہ میں شامل ہیں، انہوں نے ان سیاستدانوں کے وہاں کے حالات کے بارے میں اور ان سیاستدانوں کے مختصر تبصروں کے بارے میں ایک مختصر سا مضمون بھی لکھا ہے جو مَیں سمجھتا ہوں کہ اُن کو الفضل اور دوسرے رسالوں میں چھپوا بھی دینا چاہئے کہ کس طرح اُن پر اثر ہو رہا تھا۔

اس فنکشن میں اُنتیس (29 کانگریس مین اور سینیٹرز آئے ہوئے تھے۔ تھنک ٹینک (Think -tank) سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ پینٹا گون (Pentagon) سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ این جی اوز (NGO's) سے کچھ لوگ تھے۔ پروفیسرز تھے اور ان ساروں کی تعداد تقریباً ایک سو دس تھی۔ عموماً وہاں کی روایت بھی ہے اور یہی کہا جاتا ہے کہ کانگریس مین اور سینیٹرز کسی فنکشن میں جائیں تو زیادہ دیر بیٹھا نہیں کرتے، تھوڑی دیر بعد اُٹھ کے چلے جاتے ہیں۔ بہرحال یہ کہ اُن کے اخلاق کا کیا معیار ہے یہ تو وہ جانتے ہیں۔ لیکن ہر کوئی وہاں جانتا ہے کہ بیٹھا نہیں کرتے، اُٹھ جاتے ہیں۔ لیکن اس فنکشن میں دو تین کے علاوہ جنہوں نے پہلے

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

اجازت لے لی تھی۔ باقی سب جو ہیں پورا وقت بیٹھے رہے ہیں، بلکہ کیپیٹل ہل کے ہی ایک پرانے بیوروکریٹ جو وہاں کام کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مَیں پندرہ سال سے یہاں ہوں اور ایک پہلی بات تو یہ کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ دس سے زیادہ کانگریس مین یا سینیٹرز کبھی کسی فنکشن میں اکٹھے آئے ہوں۔ دوسری بات یہ کہ چاہے جس کا مرضی پروگرام ہو کوئی پانچ سات دس منٹ سے زیادہ نہیں بیٹھتا، اُٹھ کے چلے جاتے ہیں، چاہے ملکی سربراہان آئیں بلکہ ہمارے اپنے فنکشنوں میں بھی نہیں بیٹھتے۔ اور پھر وہ کہنے لگا کہ یہ بات تو میرے لئے بالکل ہی عجیب تھی کہ مختلف پارٹیوں کے لیڈر، اپوزیشن اور جو حکومتی سیاستدان تھے دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور پھر بیٹھے رہے۔

جس سینیٹر کا مَیں نے ذکر کیا ہے کہ 2008ء میں مجھے ملا اور بڑا متکبرانہ رویہ تھا۔ وہ بھی نہ صرف وہاں آیا ہوا تھا بلکہ سٹیج پر آ کر بولا اور جتنی دیر میری تقریر تھی وہ پورا وقت بیٹھا رہا اور سن کے گیا۔ بعض سینٹرز اور کانگریس مین ایسے بھی تھے جو سیٹوں کی کمی کی وجہ سے کھڑے رہے ہیں۔ ان کا وہاں بڑے سے بڑا ہال جو میسّر تھا اس میں کچھ ہمارے لوگ تھے اور کچھ یہ لوگ۔ بڑے ہال تو وہاں اس طرح ہوتے نہیں۔ یہ جو سب سے بہتر اور بڑا ہال ہے اور اس میں اچھے فنکشن ہوتے ہیں۔ یہ ان کا گولڈ روم کہلاتا ہے۔ سیٹوں کی کمی کی وجہ سے یہ لوگ کھڑے بھی رہے ہیں اور باقاعدہ وہ باتیں سنتے رہے ہیں جو شاید اُن کے مزاج کی نہیں تھیں کہ انصاف کرو۔ جو مَیں نے باتیں کہیں وہ یہی تھیں کہ انصاف کرو۔ انصاف کو اگر صحیح طرح سے قائم نہ کیا تو پھر تم لوگوں کی جتنی مرضی طاقت ہو سنبھال نہیں سکتے۔ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کا خیال رکھیں۔ یہ چیز امن قائم کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ سلامتی کونسل اور یو این او میں برابری پر تمام قوموں کو بیٹھنا چاہئے۔ دوسرے ملکوں کی دولت پر نظر نہ رکھیں۔ تو یہ باتیں مَیں نے اُن کو کہیں تھیں اور یہ ایسی نہیں کہ جو کہا جائے کہ اُن کے مزاج کے بڑے مطابق تھیں اور یہ سب کچھ قرآنِ کریم کی تعلیم سے مَیں نے اُن کو بتایا۔ میری تقریر کے بعد پہلے وہاں جو مسلمان کانگریس مین ہیں، جو افریقن امریکن ہیں، وہ مجھے کہنے لگے کہ مجھے تمہاری یہ بات بڑی اچھی لگی ہے کہ دوسروں کی دولت کو حرص کی نظر سے نہ دیکھو۔ وہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ کیا پالیسیز ہیں اور کس طرح دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس لیکچر کو جلدی چھپوا کے سب تک پہنچانا چاہئے۔ اور ایک کانگریس مین کا تبصرہ یہ تھا کہ یہ پیغام ایسا ہے جس کی امریکہ کو آج ضرورت ہے۔ پس ان لوگوں تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچا دینا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔ اثر ہوتا ہے یا نہیں، یا عارضی طور پر اثر ہوا ہے تو کب زائل ہو جائے، بات پر کان دھرتے ہیں یا نہیں، لیکن ان پر اسلام کی خوبصورت تعلیم بہرحال واضح ہو گئی ہے۔

پس اصل حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے یہ سامان پیدا فرمائے اور اس بات کو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ان کے سیاستدانوں کو بھی مختلف ملاقاتوں میں مَیں نے انصاف قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اگر توجہ کر لیں گے تو دنیا بھی فسادوں سے محفوظ رہے گی اور یہ بھی۔ اگر نہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر بھی اپنا کام کرے گی۔

کینیڈا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سیکرٹری خارجہ نوجوان ہیں۔ اُن کے اور اُن کی ٹیم کے اچھے تعلقات ہیں۔ نئے لوگوں سے بھی اور پرانے تعلقات کو بھی انہوں نے قائم کیا ہے۔ پس اُن کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اُس نے اُنہیں موقع دیا کہ جماعت کے کسی کام آ سکیں اور حق اور انصاف کی باتیں اُن تک پہنچا سکیں۔ کئی پارٹی لیڈرز اور سیاستدان وہاں آئے جن سے انہوں نے میری ملاقاتیں کروائی۔ دنیا کو پُرامن بنانے کے لئے ان بڑے ملکوں کے سیاستدانوں کو سمجھانا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح پڑھے لکھے طبقے کو بھی سمجھانا ضروری ہے۔

اس مرتبہ کینیڈا میں ایسی دو تقاریب پیدا ہو گئیں۔ ایک تو ریسپشن ہوئی یا یہ کہہ لیں کہ وہاں انہوں نے طاہر ہال نیا بنایا جس کا افتتاح تھا جس میں مقامی کینیڈین کی خاصی تعداد تھی، سیاستدانوں کی بھی اور دوسرے پڑھے لکھے لوگوں کی بھی، جنہیں اسلامی تعلیم کی روشنی میں کچھ کہنے کا موقع ملا۔ بعض مہمانوں کے جو تبصرے مجھ تک پہنچے ہیں وہ بڑے مثبت ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ مثبت تبصرے اُن کے ذہنوں کو بدلنے والے اور اُن کی پالیسیز کو بدلنے والے بھی ہوں۔ اسی طاہر ہال کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ پہلے ایک حکومتی ادارے نے جو بعض چیریٹی اداروں اور این جی اوز کی مدد کرتے ہیں، تقریباً دو اڑھائی ملین ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اس کی تعمیر میں کچھ حصہ جماعت ڈالے اور کچھ یہ دیں گے۔ جب مجھے پتہ لگا تو مَیں نے کہا بہتر یہ ہے کہ شکریہ کے ساتھ ان کی رقم واپس کر دی جائے اور جماعت اگر بنا سکتی ہے تو خود بنائے، تو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جماعت کو توفیق دی اور کئی ملین ڈالر خرچ کر کے جماعت نے یہ ہال اور اس کے ساتھ جامعہ احمدیہ کی عمارت بنائی ہے۔ باوجود اس کے کہ کینیڈا کی جماعت کی مساجد کے بھی بڑے منصوبے ہیں اور کئی کئی ملین ڈالر کے منصوبے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ منصوبوں پر عملدرآمد کر رہی ہے اور قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔ جامعہ کے لئے جو ابھی تک عمارت استعمال ہو رہی تھی، گو وہ ایک خریدی ہوئی عمارت تھی لیکن وہ چھوٹی پڑ گئی تھی۔ اب اچھے کلاس رومز، دفاتر وغیرہ اس کے ساتھ بن گئے ہیں اور پیس ولیج (Peace Village) میں ہی یہ جامعہ ہے جہاں کنٹرول وغیرہ بھی نسبتاً آسان ہے۔ اس سال انشاء اللہ وہاں جامعہ شروع ہو جائے گا۔ پس ان ترقیات کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو حقیقی شکر گزار اور حمد کرنے والا بنائے۔

جماعت کے تعلقات کی وجہ سے وزیرِ اعلیٰ اونٹاریو (Ontario) نے بڑا زور دے کر ایک ریسپشن کا انتظام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے وہاں ہر لیول پر اچھے تعلقات ہیں۔ جب میرے کینیڈا آنے کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ وہ میری ریسپشن کرنا چاہتے ہیں اور میرے اس وجہ سے انکار پر کہ وقت تھوڑا ہے اور شہر میں جہاں وزیرِ اعلیٰ کا دفتر ہے، سیکرٹیریٹ ہے یا جہاں بھی انتظام کرنا تھا انہوں نے اپنے گیسٹ ہاؤسز وغیرہ میں یا وزیرِ اعلیٰ ہاؤس میں تو وہاں آنا جانا بہت مشکل ہو جائے گا، وقت ضائع ہو گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں آپ لوگوں کی رہائش کے قریب ایک بڑے ہوٹل میں ریسپشن کر دوں گا لیکن آپ نے آنا ضرور ہے۔ بہرحال پھر اس وجہ سے انکار کی گنجائش بھی نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے دعوت کی اور بڑے اچھے الفاظ میں جماعت کا ذکر کیا، جماعت کے تعلقات کا ذکر کیا، جماعت کے کاموں کا ذکر کیا۔ وہاں ان کے جو بھی لوگ آئے ہوئے تھے اُنہیں بھی وہاں دس پندرہ بیس منٹ اسلام کی خوبصورت تعلیم بتانے کی توفیق ملی۔

پس تعلقات کے لحاظ سے کینیڈا جماعت کے بعض عہدیداروں کے بھی اور عام لوگوں کے بھی اچھے تعلقات ہیں۔ اور وہ تعلقات جو پہلے قائم ہوئے تھے، نہ صرف قائم ہیں بلکہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا، ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہے نہ کہ کسی نوجوان یا کسی بھی شخص کی ذاتی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت عمومی طور پر اخلاص و وفا میں بڑی بڑھی ہوئی ہے۔ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں وہاں اُن کے انتظامات میں بعض خرابیوں کی وجہ سے کچھ ناراضگی کا اظہار کیا تھا تو افرادِ جماعت سے جب وہاں ملاقاتیں ہو رہی تھیں تو اُنہوں نے رو رو کر بھی اور خطوط کے ذریعے سے بھی بڑی معافی مانگی۔ حالانکہ میری ناراضگی کا اظہار اگر کچھ تھوڑا سا تھا تو وہ متعلقہ شعبہ جات کے بارے میں تھا، اُن کے عہدیداران سے تھا نہ کہ افرادِ جماعت سے۔ یہ افرادِ جماعت کی محبت اور اخلاص ہی تھا جو مَیں نے اُن کو یہ کہا تھا کہ اگر ان کا خیال نہ ہوتا تو جلسہ امریکہ میں منتقل کر دیا جاتا۔

پس مجھے وہاں افرادِ جماعت سے عموماً تو کوئی شکوہ نہیں۔ ہاں جلسہ کے دوران جو بعض غلطیاں ہوئی ہیں۔ عہدیداران کی طرف سے بھی ہوئیں یا اگر افراد میں سے ہوئیں تو جس طرح کہ عموماً خواتین کے ایک حصے سے ہر جگہ شکوہ رہتا ہے کہ وہاں کافی شور پڑتا رہا ہے اور انہوں نے توجہ سے جلسہ نہیں سنا، لیکن ان تمام باتوں کی اصلاح عہدیداروں اور ڈیوٹی دینے والوں اور ڈیوٹی دینے والیوں کی صحیح رنگ میں ڈیوٹی کی طرف توجہ سے ہو سکتی ہے۔ پس اگر معافی مانگنی چاہئے تھی تو عہدیداروں اور بعض ڈیوٹی دینے والوں کو، جس کا اُنہیں تو خیال نہیں آیا لیکن عام احمدی مرد اور عورتیں اس بات پر بے چین ہو رہے تھے کہ مَیں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے۔ ایک تو وہاں پیس ولیج میں پہلی آبادی تو تھی لیکن اب ارد گرد اَور بھی جگہ بن گئی ہے۔ پیس ولیج (Peace Village) کا ایک اور حصہ آباد ہو گیا ہے۔ اسی طرح سڑک کی پار دوسری طرف بھی آبادی ہو گئی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ تقریباً ہزار کے قریب گھر ایسے احمدیوں کے ہو گئے ہیں۔ اس لئے ایک تو وہاں بڑی رونق رہتی ہے اور ہر وقت وہاں یہی تھا کہ جیسے احمدی ماحول ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کی جماعت کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ کیسی پیاری جماعت ہے جس نے خلافت سے محبت کی بھی انتہا کی ہوئی ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا روزانہ پیس ولیج میں رونق رہتی تھی۔ اور بلکہ دن تھوڑے تھے اور رمضان تھا ورنہ اُن کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر میرا تو دل چاہتا تھا کچھ دن اور وہاں رہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے یہ بھی فضل ہے کہ جلسہ کی جگہ بعض انتظامات کے لحاظ سے تنگ پڑ رہی ہے۔ پارکنگ وغیرہ کی بھی بہت تنگی ہو رہی تھی۔ اس لئے کینیڈا جماعت کو اپنے جلسہ کی وسعت کے بارہ میں بھی، جگہ کے بارہ میں بھی سوچنا چاہئے۔ اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہئے کہ کس طرح انتظام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب ضرورت بڑھا رہا ہے تو انتظامات بھی فرما دے گا انشاء اللہ۔ بشرطیکہ حقیقی شکر گزار بندے بنیں اور حمد کرنے والے بنیں۔

ایک اور بات مَیں کینیڈا والوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں، کینیڈا میں بھی اور امریکہ میں بھی اور اب یہاں بھی پاکستان کے ریفیوجی یا اسائلم سیکرز بہت سے نئے آئے ہیں، آج کل آ رہے ہیں، اُنہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرما دیا ہے تو اُس کے فضلوں کو مزید جذب کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو دنیا میں گم کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے جوڑیں، اُس کے احکامات کو سامنے رکھیں، اُس کی رضا کو سامنے رکھیں۔ نوجوان خاص طور پر یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا جس قدر شکر گزار ہوتے ہوئے آپ اُس کی حمد کریں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں گے۔ پاکستان سے جن تکالیف کی وجہ سے آئے ہیں اُنہیں ہمیشہ یاد رکھیں تو خدا تعالیٰ بھی ہمیشہ یاد رہے گا۔ نئے آنے والوں کو، عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی ہمیشہ اپنے نیک نمونے قائم کرنے کی طرف توجہ رکھنی چاہئے تاکہ جہاں خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں وہاں لوگوں کے لئے بھی اور یہاں رہنے والے احمدیوں کے لئے بھی ایک نمونہ بنیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہاں آنا صرف دنیا کے لئے نہ ہو، بلکہ دین بھی مدّنظر رہے۔

اب انشاء اللہ تعالیٰ دو دن تک رمضان بھی شروع ہو رہا ہے اور امریکہ اور کینیڈا میں تو شاید کل سے شروع ہو رہا ہے۔ اس رمضان سے بھی ہر احمدی کو خوب فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اپنی دعاؤں اور عبادتوں کو بھی انتہا تک لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور کھینچنے کے دن ہیں۔ ان سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے

فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر اپنے اوپر نازل ہوتا ہوا دیکھیں۔ اللہ کرے کہ اس طرح ہی ہو۔

اب جمعہ کی نماز کے بعد مَیں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ تو ہمارے ایک شہید چوہدری نعیم احمد گوندل صاحب کا ہے جن کو کل شہید کیا گیا ہے جو چوہدری عبدالواحد صاحب اورنگی ٹاؤن ضلع کراچی کے بیٹے تھے۔ ان کی کل ہی شہادت ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا مکرم خورشید عالم صاحب مرحوم تھے۔ شہید مرحوم 1961ء میں پیدا ہوئے۔ چک 99 شمالی سرگودھا کے تھے۔ پھر 1971ء میں گوندل فارم کوٹری میں شفٹ ہو گئے، پھر اورنگی ٹاؤن میں آ گئے۔ 1914ء میں ان کی دادی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دادا نے پھر بعد میں بیعت کی۔ شہید مرحوم نے ایم اے اکنامکس اور ایم بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کام کر رہے تھے۔

ان کا شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ یہ 19 جولائی کی صبح کو سوا آٹھ بجے حسب معمول دفتر سٹیٹ بینک جانے کیلئے گھر سے نکلے۔ آپ عموماً گھر کے سامنے ایک تنگ گلی سے گزر کر بڑی سڑک پر جاتے تھے جہاں سے آپ کو بینک کی گاڑی آ کر دفتر لے جایا کرتی تھی۔ موصوف جب گلی میں داخل ہوئے ہیں تو سامنے سے دو نوجوانوں نے آ کر کنپٹی پر فائر کیا ہے۔ گولی دائیں جانب سے لگی اور بائیں سے نکل گئی جس سے نعیم احمد گوندل صاحب موقع پر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گیارہ سال سے شہید مرحوم صدر حلقہ اورنگی ٹاؤن کی خدمت پر مامور تھے۔ اس سے قبل چار سال بطور قائد مجلس اورنگی ٹاؤن اور اس سے قبل انہوں نے زعیم حلقہ، سیکرٹری وقفِ نو، مربی اطفال اور مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات سرانجام دیں۔ نہایت خوش اخلاق، ملنسار، حلیم الطبع تھے۔ اہلِ علاقہ بھی ان کے بارہ میں یہی رائے رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ سے اورنگی ٹاؤن کے حالات خراب تھے اور مخالفانہ وال چاکنگ وغیرہ کا سلسلہ جاری تھا لیکن ہمیشہ آپ بڑی بہادری سے سب چیزوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ دلیر اور بہادر شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی بھی تھے۔ کچھ غیر احمدی تعزیت کے لئے آئے تو انہوں نے بھی آپ کے اوصاف کا تذکرہ کیا۔ یہاں بھی جلسے پر کئی سالوں سے آ رہے تھے اور جن کے گھر ٹھہرتے تھے اُن کی بچیوں نے کہا کہ ہمارے گھر بہت سارے مہمان ہوتے تھے تو ہم نے دیکھا کہ جلسے کے مہمان کی بجائے خود اُن کے میزبان بن جایا کرتے تھے۔ بلکہ عاجزی یہاں تک تھی کہ جب اپنے بوٹ پالش کرنے لگے ہیں تو ساتھ مہمانوں کے بھی بوٹ پالش کر دیا کرتے تھے۔ ایک جلسے پر آئے ہیں جب بارشیں زیادہ تھیں تو کہتے ہیں کہ گھر والوں نے کیچڑ سے لدے ہوئے جولانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے اُنہوں نے آ کر انہیں اتار دیا۔ صبح اُٹھ کر دیکھا تو ساروں کے بوٹ بڑے سلیقے سے صاف ستھرے ایک لائن میں پڑے تھے۔ انہوں نے رات کو جلسے کے سارے مہمانوں کے بوٹ، جو بھی ان کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے، مٹی اتار کے صاف کر کے، پالش کر کے، جو دھونے والے تھے دھو دھا کے رکھے ہوئے تھے۔ انتہائی عاجز طبیعت تھی۔ اولاد تو ان کی کوئی نہیں تھی لیکن اہلیہ بھی کہتی ہیں کہ اس طرح انہوں نے میرا خیال رکھا کہ مجھے خیال آتا ہے کہ شاید میرے ماں باپ نے مجھے زندگی میں اتنا آرام نہیں دیا اور پیار نہیں دیا جتنا اس شخص نے دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور یہ سختی کے دن بھی اللہ تعالیٰ جلد سے جلد پاکستان میں ختم کرے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور خاص طور پر اس رمضان میں اس لحاظ سے بھی پاکستانی اور دنیا میں ہر جگہ احمدیوں کو خاص طور پر بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ یہ جو سختیوں کے دن ہیں یہ جلدی بدلے۔

دوسرا جنازہ مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بیٹے تھے۔ چھیاسی سال کی عمر میں چودہ پندرہ جولائی کی درمیانی شب کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ حضرت ام ناصر کے بطن سے یہ پیدا ہوئے تھے اور بڑے نرمی سے بات کرنے والے، غریبوں سے حسن سلوک کرنے والے تھے۔ انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اُس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سنڈیکیٹ جو سندھ میں زمینوں کا اپنا ادارہ تھا وہاں ان کو بھیج دیا تھا۔ تو اُس کے بعد پھر وہی کام کرتے تھے۔ جب یہ بند ہو گیا تو پھر یہ اپنا ہی کاروبار کرتے رہے۔ خلافت سے بھی ان کا بڑا تعلق تھا۔ مجھے باقاعدگی سے خط بھی لکھا کرتے تھے اور بڑے اخلاص و وفا کا تعلق انہوں نے ہمیشہ ظاہر کیا۔ میرے ماموں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اب نماز کے بعد نماز جنازہ ادا ہوگا۔ ۞ ۞ ۞

بقیہ: صاحبزادی امۃ قدسیہ بیگم صاحبہ کی وفات

احمد صاحب امریکہ، محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب شہید اور تین بیٹیاں محترمہ صاحبزادی نصرت جہاں صاحب اہلیہ مکرم میجر (ر) مرزا نصیر احمد طارق صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم، محترمہ درثمین صاحب اہلیہ مکرم سید شعیب احمد صاحب امریکہ اور محترمہ فائزہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم سید مدثر احمد صاحب معاون ناظر دارالضیافت ربوہ ہیں۔

محترمہ صاحبزادی مرحومہ بہت سی خوبیوں اور عمدہ اوصاف کی مالک تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ خلفائے سلسلہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور نظام جماعت کے ساتھ بہت پیار محبت اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ خلافت احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرمودہ اعلان نکاح اور خطبۂ نکاح میں اہم نصائح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23/اکتوبر 2010ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں جس نکاح کا اعلان کرنے لگا ہوں، یہ عزیزہ اقراء عمر بنت مکرم سمیع عمر صاحب (لندن) کا ہے جو عزیزم بلال احمد ابن مکرم میر داؤد احمد صاحب امریکہ کے ساتھ طے پایا ہے اور حق مہر بیس ہزار یو ایس ڈالرز ہے۔

ایجاب و قبول کروانے کے بعد فریقین کا تعارف کرواتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: میاں سمیع عمر صاحب میاں عبدالسلام عمر صاحب کے بیٹے ہیں اور اس لحاظ سے جو بیٹی ہے یہ ان کی پوتی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی پڑپوتی ہے اور عزیزم بلال احمد، ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب کے پوتے ہیں۔ اور امۃ البصیر صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نواسی ہیں، ان کے بیٹے ہیں۔ ان کی نانی کا نام صاحبزادی امۃ الرشید بیگم ہے۔ اور اس خاندان کا میرا خیال ہے کہ لڑکی کی طرف سے تیسری اور لڑکے کی طرف سے چوتھی نسل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے تعلق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بیٹی امۃ الحئی صاحبہ جو تھیں وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئی تھیں۔ ان سے دوسری شادی ہوئی تھی۔ یہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم ان کی بیٹی ہیں اور اس طرح صاحبزادی امۃ الرشید حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نواسی بھی ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ساتھ اس خاندان کا یہ رشتہ تیسری اور چوتھی نسل میں جا کے دوبارہ جڑ رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا مقام جماعت میں ہر ایک کو پتہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے بارہ میں فرمایا کہ یہ میرے ساتھ اس طرح چلتے ہیں جس طرح دل کے ساتھ نبض۔ پھر ایک فارسی شعر بھی ہے کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں یہ مقام تھا۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے جماعت کو اطاعت خلافت کا ایک اور سبق دیا، ایک عظیم سبق دیا اور جماعت کو جس طرح سنبھالا ہے وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں خلافت کی ویسی اطاعت کرنی چاہئے جس طرح مُردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس کا اپنا کچھ نہیں ہوتا۔ جس طرف وہ نہلانے والا مردہ کو حرکت دیتا ہے اس طرف وہ حرکت کر جاتا ہے۔ تو یہ اطاعت کے معیار تھے جو آپ نے جماعت میں قائم کرنے کی کوشش فرمائی اور نصیحت فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ کرے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اولاد بھی اس مقام کو سمجھنے والی ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو خونی رشتہ سے منسوب ہو رہے ہیں وہ بھی اپنی ذمہ داری کو اور اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو سمجھتے ہوئے اس کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اب دعا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ رشتہ بابرکت فرمائے۔ آمین۔

نکاح کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور فریقین کو مبارکباد دیتے ہوئے شرف مصافحہ بخشا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ۔ دفتر پی ایس۔ لندن)

کیلئے بڑی غیرت اور جماعت کیلئے بہت درد ان میں پایا جاتا تھا۔ اپنی اولاد کی بھی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور ان میں خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ فدایانہ تعلق کو قائم رکھا۔ آپ بہت صابر و شاکر خاتون تھیں۔ اپنے بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت کے موقع پر بڑے صبر اور ہمت کے ساتھ اس صدمے کو برداشت کیا اور ان کی راہ مولیٰ میں قربانی کو اپنے لئے اور خاندان کیلئے بہت بڑا فخر اور اعزاز سمجھتی تھیں۔ آپ بہت نیک، دعا گو، تہجد گزار اور مستجاب الدعوات بزرگ خاتون تھیں۔ صدقہ و خیرات کرنے اور غربا اور مستحقین کی ہمدردی اور مالی امداد کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔ گھر کے ملازمین کے ساتھ بہت مشفقانہ سلوک تھا۔ آپ کے اوصاف میں ایک وصف آپ کا تحریری ملکہ ہے۔ آپ بہت اچھی مضمون نگار بھی تھیں۔ آپ کے مضامین روزنامہ الفضل میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ نیز یہ کہ مالی قربانی کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ خلیفہ وقت کی طرف سے ہر مالی تحریک پر آپ بطور خاص اپنا حصہ ڈالا کرتی تھیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے، مغفرت کی چادر میں لپیٹتے ہوئے اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے نیز آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کی نیکیوں کو ہمیشہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۴ ستمبر ۲۰۱۲)

قرآن کریم کی بیان کردہ اخلاقی تعلیمات

اسد فرحان، مربی سلسلہ نظارت علیاء قادیان

قارئین کرام قرآن کریم کا ذکر زباں پر آتے ہی تصورات میں ایک ایسا ضابطہ حیات موجزن ہوتا ہے جس کی کامل پیروی نہ صرف اخروی زندگی کے لئے بلکہ اس جائے فانی سے خیر وخوبی سے گذر جانے کے لئے اعلیٰ درجہ کی تعلیمات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اور جس کا نزول تقریباً چودہ سو سال قبل ہمارے پیارے آقا و مطاع سرور کائنات فخر موجودات سید ولد آدم حضرت محمد ﷺ کے قلب مطہر پر ہوا۔اور اسکے نزول کے ساتھ ہی باقی سارے آسمانی نوشتے اپنے اختتام کو پہنچے اور ایک نئی تعلیم کا دور شروع ہوا اور یہ دور گذشتہ نوشتوں کی مانند ایک محدود زمانہ تک کے لئے نہیں تھا بلکہ قرآن کریم کا یہ دور قیامت تک ممتد ہے۔

اور اس اعلیٰ اور ارفع کلام کے رہتے کسی اور کتاب کی ضرورت قطعی محسوس نہیں ہوتی۔چنانچہ خدا تعالیٰ اس کلام کے کمال کے متعلق فرماتا ہے۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ

کہ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کیں۔اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند فرمایا۔

قرآن کریم ایک ایسی کامل کتاب ہے جو ہر معاملہ میں اپنی اصولی ہدایت بیان فرماتی ہے۔قرآن مجید وہ کتاب ہے کہ اس سے قوانین دیوانی ومالی و فوجداری، زراعت وصناعت، تجارت وعبادت اور اعتقادات ومعاملات وغیرہ وغیرہ کے متعلق لاتعداد مسائل نکالے گئے ہیں۔

جس وقت قرآن کریم نازل ہوا اس وقت اس میں بیان فرمودہ پیشگوئیاں اس وقت کے انسان کے تصورات اور خیالات سے بہت بالا تھیں۔پھر یہ قرآن کریم ایسے لوگوں کے بیچ نازل ہوا جو کیا روحانی کیا اخلاقی اور کیا دنیاوی غرضیکہ ہر اعتبار سے انتہائی تاریکی اور گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور جہالت اس درجہ کی تھی کہ پاس کی قوموں نے ان کا نام امی رکھ دیا تھا۔تو گویا قرآن کریم ایسے لوگوں کے درمیان نازل ہوا جن کی تعلیم وتربیت دنیا کی کوئی اور کتاب نہیں کرسکتی تھی۔پھر قرآن کریم کا ایک بڑا معجزہ یہ تھا کہ وہ ایسی زبان میں نازل ہوا جو کہ انتہائی درجہ کی فصیح وبلیغ ہے۔اور وہ عرب جنہیں اپنی فصاحت اور بلاغت پر ناز تھا اور جو اپنے سوا باقی ساری دنیا کو عجم یعنی گونگا کہتے تھے قرآن کریم نے ایسا معجزہ دیا کہ جو آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی قائم ہے اور ہر مسلمان کا پختہ ایمان ہے کہ قیامت تک یہ معجزہ قائم رہے گا۔

Wollston اپنی کتاب Muhammad (saw) his life and doctrines میں قرآن کی مثل بنانے کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔وہ لکھتا ہے۔

ترجمہ انگلش سے:۔یعنی یہ کہ محمد (ﷺ) کا دعویٰ قرآن کریم کی فصاحت کے متعلق غلط نہیں تھا۔ایک واقعہ جو اسلام کے قیام کے سو سال بعد ہوا اس بات کا ثبوت ہے۔ماجرا یہ ہے کہ مخالفین کی جماعت نے دیکھا کہ قرآن آپ ﷺ کے پیروکاروں کے دلوں پر بہت اثر کر رہا ہے۔انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے جواب میں ایک کتاب بنائی جائے۔اس کام کے لئے انہوں نے ابن المقفع سے رجوع کیا جو ایک بہت ہی باکمال عالم اور ادیب تھا۔ابن المقفع مان گیا لیکن اس نے اس کام کے لئے ایک سال کا وقت لیا اور یہ شرط رکھی کہ اس دوران اس کی تمام ضروریات کو پورا کیا جائے تاکہ وہ اس کام کی طرف اپنا پورا دھیان دے جس کو اس نے کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔آدھی مدت گذر جانے کے بعد وہ لوگ جاننا چاہتے تھے کہ کام کتنا ہوا ہے۔تو وہ لوگ اسکے پاس گئے۔انہوں نے دیکھا کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اور قلم اس کے ہاتھ میں ہے۔گہرے مطالعہ میں غرق ہے۔اس کے سامنے ایک سادہ کاغذ پڑا ہوا ہے۔اسکے ٹیبل کے پاس پھاڑے ہوئے کاغذوں کا انبار ہے۔اسی طرح سارے کمرے میں کاغذات کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔اس نے پریشانی کے عالم میں یہ اعتراف کیا کہ صرف ایک آیت لکھنے میں چھ مہینے لگ گئے۔لیکن کچھ نہ لکھ سکا آخر شرمندہ ہوکر اس نے یہ کام چھوڑ دیا۔بحوالہ

(Muhammad (saw)hislife and doctrine page 143)

تو یہ ہے قرآن کریم کی مثل بنانے کا خواب دیکھنے والوں کا انجام۔قارئین کرام خاکسار ذیل کے مضمون میں صرف قرآن کریم کی بیان کردہ اخلاقی تعلیمات بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔کیوں کہ آج کی دنیا میں اخلاقی مسائل بہت پیچیدہ ہو گئے ہیں ایک اعلیٰ معاشرہ ان تعلیمات کے بغیر مکمل نہیں ہے۔اوران کی عدم موجودگی میں نہ ہی روحانیت کی تکمیل ہو سکتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے ہیں

’’اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہیں۔میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔‘‘

اس سے قبل کہ قرآن کریم کی اخلاقی تعلیمات کے متعلق کچھ پیش کروں اخلاقیات کی حقیقت واضح کر دی جائے۔اخلاق کا مطلب ہے کہ ہر وہ کام جو موقعہ اور محل کی مناسبت سے کیا جائے اسے ہی اخلاق کہتے ہیں جو عمل موقعہ اور محل کی مناسبت سے نہ ہوں چاہے وہ ظاہری نظر میں اچھے ہوں وہ اخلاق نہیں کہلا سکتے مثال کے طور پر ایک ڈاکو ہے جو ڈاکہ زنی اور معصوم لوگوں کا قتل عام روا رکھتا ہے۔اور جب وہ پکڑا جائے اور قاضی کے پاس لایا جائے اور قاضی بجائے اس کو سزا دینے کے اس پر رحم کھاتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے تو قاضی کا رحم کھانا ہرگز اخلاق نہیں کہلا سکتا کیوں کہ اس نے رحم تو کیا لیکن ایسے موقع پر جہاں رحم کی ضرورت نہیں بلکہ تنبیہ کی ضرورت ہے۔چنانچہ اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’.....اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ طبعی حالت اخلاقی حالت سے کچھ الگ چیز نہیں بلکہ وہی حالات ہیں جو تعدیل اور موقع اور محل پر استعمال کرنے سے اور عقل کی تجویز اور مشورہ سے کام میں لانے سے اخلاقی حالت کا رنگ پکڑ لیتے ہیں اور قبل اس کے کہ وہ عقل اور معرفت کی صلاح اور مشورہ سے صادر ہوں۔گو وہ کیسے ہی اخلاق سے مشابہ ہوں درحقیقت اخلاق نہیں ہوتے بلکہ طبیعت کی ایک بے اختیار رفتار ہوتی ہے۔جیسے کہ ایک کتے یا ایک بکری سے اپنے مالک کے ساتھ محبت اور انکسار ظاہر ہو تو اس کتے کو خلیق نہیں کہیں گے۔اور نہ اس بکری کا نام مہذب الاخلاق رکھیں گے۔ اسی طرح ہم ایک بھیڑیئے یا شیر کو ان کی درندگی کی وجہ سے بدخلق نہیں کہیں گے۔بلکہ جیسا کہ ذکر کیا گیا اخلاقی حالت محل اور سوچ اور وقت شناسی کے بعد شروع ہوتی ہے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۲۹)

یعنی یہ کہ ہر وہ کام جو موقع اور محل کی مناسبت سے کیا جائے وہی اخلاق ہیں اور جو موقع اور محل اور عقل اور فراست کے مشورہ کے بغیر کیا جائے وہ اخلاق نہیں ہوتے۔

قرآن کریم نے مؤمنین کے متعلق **عملوا الصالحت** کے الفاظ کا استعمال کیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اعمال صالحہ وہی ہیں جو موقع اور محل کی مناسبت سے کئے جائیں۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ خُلق کے لفظ میں ہی اخلاق کی اصل حقیقت پوشیدہ ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’اس جگہ بہتر ہوگا کہ میں خُلق کے لفظ کی بھی کسی قدر تعریف کردوں۔سو جاننا چاہئے کہ خَلق خا کی فتح کے ساتھ ظاہری پیدائش کا نام ہے۔اور خُلق خا کے ضمہ سے باطنی پیدائش کا نام ہے۔اور چونکہ باطنی پیدائش اخلاق سے ہی کمال کو پہنچتی ہے نہ صرف طبعی جذبات سے اس لئے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے۔طبعی جذبات پر نہیں بولا گیا۔اور پھر یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہیکہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خُلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکساری کا نام ہے۔یہ ان کی غلطی ہے۔بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضا کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں۔ان سب کیفیتوں کا نام خلق ہے۔مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے۔اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقت ہے وہ جب بذریعہ عقل خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو تو وہ ایک خُلق ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۲)

قارئین کرام اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ حقیقی اخلاق وہی ہیں جو موقع اور محل کی مناسبت سے ظاہر کئے جائیں۔اخلاق دو قسم پر منقسم ہیں ایک تو یہ ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے دوسرے یہ کہ کسی کو فائدہ پہنچائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اب جاننا چاہئے کہ اخلاق دو قسم کے ہیں۔اول وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ترک شر پر قادر ہوتا ہے۔دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ انسان ایصال خیر پر قادر ہوتا ہے۔اور ترک شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہیکہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عضو سے دوسرے کے مال یا عزت یا جان کو نقصان نہ پہنچا سکے۔یا نقصان رسانی اور کسر شان کا ارادہ نہ کر سکے اور ایصال کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے علم یا کسی اور ذریعہ سے دوسرے کے مال یا عزت کو فائدہ پہنچا سکے۔یا اس کے جلال یا عزت ظاہر کرنے کا ارادہ کر سکے۔یا اگر کسی نے اس پر کوئی ظلم کیا تھا تو جس سزا کا وہ ظالم مستحق تھا اس سے درگذر کر سکے۔اور اس طرح اسے دکھ اور عذاب بدنی اور تاوان مالی سے محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچا سکے۔یا اس کو ایسی سزا دے سکے جو حقیقت میں اس کے لئے سراسر رحمت ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۴۲، ۴۳)

قارئین کرام اب ہم قرآن کریم کی اخلاقی تعلیمات پیش کرتے ہیں۔

سو جاننا چاہئے کہ قرآن کریم ایک ایسی مکمل کتاب ہے جو زندگی کے ہر مرحلہ میں ہماری معاون و مددگار اور ایک عظیم رہنما ہے۔وہ ہمیں کسی بھی حالت میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا بلکہ ہر ایک موقع اور محل پر ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ ہم اس موقع پر کیا کریں چاہے پھر وہ معاشرتی امور ہوں، گھریلو امور ہوں، غیر مسلموں سے تعلقات کے بارہ میں ہوں، عبادات کے بارہ میں ہوں، انصاف کے متعلق ہوں، کھانے کے متعلق، شادی کرنے کے متعلق ہوں غرضیکہ کسی بھی معاملے میں قرآن کریم ہمیں بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑتا۔

قارئین کرام آج کے دور میں سب سے زیادہ جو قابل غور امر ہے وہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کے آپسی تعلقات میں بہت آزادی آ گئی ہے۔اور بہت سی برائیاں ان امور سے پیدا ہو رہی ہیں۔جس معاشرہ

میں مرد اورعورت کو آزادانہ طور پر میل ملاقات کی آزادی حاصل ہوگی اس معاشرہ میں سوائے برائی کے اور کچھ پیدا نہ ہوگا اور اس کے علاوہ بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہوجائیں گی۔آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم مرداورعورت کے تعلقات کے بارہ میں ہمیں کیا ہدایت دیتا ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ؕ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۔وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ۔

(النور۳۱۔۳۲)

ترجمہ:۔مومنوں سے کہدے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں ۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں ۔ اور مؤمن عورتوں سے کہدے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں ۔اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔

غض بصر کے متعلق اسلام کی جو تعلیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد کے برے خیالات کا اثر عورت پر نہ پڑے ۔نظریں خیالات کے ظاہر ہونے کا ایک ذریعہ ہیں۔اس میں قید لگادی کیوں کہ اس میں بدی کا احتمال ہے۔

قارئین کرام اسلام صرف برائی کو روکتا ہی نہیں بلکہ اس کی بیخ کنی بھی کرتا ہے۔اسلام صرف یہی نہیں کہتا کہ زنا نہ کرو بلکہ اول وہ چیز جس سے زنا کے محرکات بن سکتے ہیں ان سے بھی روکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں ،لیکن پاک نظر سے دیکھیں ۔اور نہ یہ تعلیم ہمیں ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں ، نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے دیکھنے اور سننے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں کیوں کہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں ۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں ۔اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہوجاتی ہے۔اگر ہم ایک بھوکے کتے کے سامنے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے۔اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۴۸۔۴۹)

قارئین کرام اگر مندرجہ بالا تعلیمات پر عمل کیا جائے تو کیا معاشرہ میں بے حیائی اور فحاشی پھیلنے کا خدشہ بھی باقی رہے گا ہرگز نہیں آج دنیا میں اخلاقیات زوال پذیر ہیں کیوں کہ خدا کی وضع کردہ تعلیمات کو انسان چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے قوانین اپنا رہا ہے۔

پھر جہاں اللہ تعالیٰ بری حرکات کرنے سے روکتا ہے وہیں وہ بری باتیں اور بدی کی اشاعت بھی معاشرہ میں کرنے سے روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ (النساء:۱۴۹)

اللہ سر عام بری بات کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

قارئین کرام غور کریں کہ اگر معاشرہ میں سر عام بری باتوں کی اشاعت ہو تو کیا ہوگا! قوم بے حیا بن جائے گی اور بچوں پر بھی اس کا الٹا اثر پڑے گا۔

پھر ہم ایک اور مسئلہ کی طرف آتے ہیں جو کہ آج کی تاریخ میں ایک بڑا پیچیدہ معاملہ ہے۔وہ ہے امن،ہم دیکھتے ہیں کہ آج دنیا سے امن مٹتا جاتا ہے۔ اور ہر کوئی یہاں ایک دوسرے کی تخریب کاری میں مبتلاء ہے۔آخر ایسا کیوں ہے؟اس کی وجہ یہی ہے کہ جو طاقتور ہے اس نے کمزور کا حق غصب کیا ہوا ہے جس کی بناء پر کمزور غلط طریقوں سے اپنا حق لینے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر انجام کار دنیا میں بدامنی پھیلتی ہے۔

پھر ایک اور وجہ جو کہ امن میں خلل ڈالنے والی ہے وہ یہ ہے کہ ایک مذہب والا دوسرے مذہب اور اسکے بانی کی عزت نہیں کرتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مذہبی فساد کی آگ بھڑکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان امور کے متعلق قرآن کریم میں اصولی ہدایت فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۔ (النساء 59)

یعنی اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو۔قارئین کرام دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کی اصولی تعلیم یہ ہے کہ جس کی امانت ہے وہ اس کے سپرد کردو بس اب اگر امانت کو اسکے اہل کے سپرد کردیا جائے گا تو کیوں کسی کا حق مارا جائے گا اور جب کسی کا حق مارا نہیں جائے گا تو لازمی ہے کہ وہ اس کو لینے کے لئے لڑائی نہیں کرے گا لیکن جہاں قرآن کریم کی مندرجہ بالا تعلیم کی خلاف ورزی کی جائے گی وہاں فساد کا پیدا ہونا لازمی ہے۔

پھر دوسری بات جو امن سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ ص

(الانفال:2) یعنی آپس میں صلح کاری اختیار کرو۔پھر فرماتا ہے۔

وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ (النساء:129) یعنی صلح میں خیر ہے۔اسی طرح فرماتا ہے۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ (الانفال :62)

کہ اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔

اب دیکھئے کہ قرآن کریم کس قدر صلح کاری کی تلقین کرتا ہے۔ اور بار بار کہتا ہے کہ صلح کاری بہتر ہے۔پھر مذہب کی وجہ سے اگر دنیا میں فساد پھلتا ہے تو اسکی بھی تردید کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تعلق میں فرماتے ہیں:۔

”اے عزیزو!! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کرکے دین اور دنیا کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کرسکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں ۔اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہوسکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں ۔اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سن کر کس کو جوش نہیں آتا۔خاص کر مسلمان ایک ایسی قوم ہے کہ وہ اگرچہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تو نہیں بناتی مگر آنجناب ؐ کو ان تمام برگزیدہ انسانوں سے بزرگ جانتے ہیں کہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ ان کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے۔(پیغام صلح)

قارئین کرام مذہبی فساد کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ کسی کے مذہبی رہنماء کے بارہ میں اخلاق سے گری ہوئی باتیں کی جائیں۔

اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا بلکہ وہ کہتا ہے لکم دینکم ولی دین

کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

پھر حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کرو۔

اس کے علاوہ بے شمار اخلاقی تعلیمات ہیں جو قرآن بیان کرتا ہے مثلاً صبر،شجاعت ، دیانتداری، امانت،سچائی،جھوٹ سے اجتناب،ایثار قربانی، پڑوسی سے حسن سلوک یہ تمام اخلاق معاشرے کو پرامن بنانے میں ممد ومعاون ہیں۔اسلام کی تعلیم ایسی اعلیٰ تعلیم ہے کہ اگر اس پر عمل ہو تو دنیا تباہی اور بربادی سے بچ جائے اور امن وامان بنا رہے۔

❁❁❁

منظوری سالانہ ذیلی اجتماعات بھارت 2012

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بھارت کی ذیلی تنظیمات کے سالانہ اجتماعات 2012 کی مندرجہ ذیل منظوری فرمائی ہے۔

❁ ۔اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت مورخہ 13-14-15 اکتوبر بروز ہفتہ،اتوار،سوموار۔

❁ ۔اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ،جمعرات۔

❁ ۔اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت وناصرات الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ،جمعرات

تمام ذیلی تنظیم کے ممبران وممبرات قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کردیں۔یہ اجتماعات تربیت کا اہم ذریعہ ہیں۔

(ادارہ)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

بیت السبوح فرنکفرٹ میں واقفات نَو اور واقفین نَو کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔

’رسوم و بدعات سے اجتناب‘ اور ’’جرمنی میں خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے دورہ جات اور ان کی نصائح‘‘

کے موضوعات پر مفید اور معلوماتی تقاریر۔ حضور انور ایدہ اللہ کی نصائح اور سوال و جواب کی مجالس۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

قسط دوم

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

27 مئی 2012ء بروز اتوار

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری رپورٹس اور متفرق ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج پروگرام کے مطابق واقفات نَو اور واقفین نَو بچوں کی کلاسز کا انعقاد ہو رہا تھا۔

واقفات نَو کی کلاس

بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ ہال میں تشریف لائے جہاں واقفات نَو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو عزیزہ ملیحہ ناصر نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ وجاہت بھٹی نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں عزیزہ عفیفہ احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ نائلہ ظفر نے پڑھا۔ اس کے بعد عزیزہ نائلہ ظفر نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں عزیزہ نبیلہ افضل نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام۔

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد لغویات کے حوالہ سے مختلف موضوعات جن میں فیشن پرستی، موبائل فون کا بے جا استعمال، فحش ڈرامے اور فلمیں، اپریل فول اور مہندی اور شادی کی رسوم شامل تھیں، کے بارہ میں مضامین پیش کئے گئے۔

یہ مضامین عزیزہ سجیلہ کلیم، حانیہ خان، ماریہ سلیم، سونیہ خان، تمثیلہ محمود اور زوبانہ نعیم نے پیش کئے۔

یہ مضامین حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات اور خلفاء مسیح موعودؑ کے ارشادات اور ہدایات پر مشتمل ہیں اور ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ لغویات اور بدعات اور رسوم سے بچنے کے لئے ان ارشادات اور ہدایات کو بار بار پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔ اسی میں ہمارے لئے خیر و برکت اور بھلائی ہے۔ مختلف عناوین کے تحت یہ مضامین قارئین کے لئے پیش ہیں۔

رسوم و بدعات سے اجتناب

تاریخ عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن باتوں نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا اور جو اُمّت کے زوال کا باعث بنیں ان میں سے ایک وہ بدعات و رسوم ہیں جو مختلف غیر مسلم اقوام کے زیر اثر اسلام میں راہ پا گئیں۔ ان بدعات اور رسوم نے معاشرہ میں ایسی معاشرتی برائیوں کے جراثیم پیدا کئے جو زہر ہلاہل سے کم نہ تھے۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان رسوم و بدعات کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ نے اسلام کی صحیح، سچی اور پُرحکمت تعلیم کو پیش کر کے اپنی جماعت کو اس پر عمل کرنے اور ہر قسم کی مشرکانہ رسوم و بدعات سے بکلّی اجتناب کی نصیحت فرمائی اور آپ نے اس امر کو شرائط بیعت کے اشتہار 12 جنوری 1889ء میں شامل فرمایا:

’’**اول:** بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا‘‘۔

’’**ششم:** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہماری جماعت بڑی حد تک ان بدرسوم و بدعات سے بچی ہوئی ہے اور صحیح دینی تعلیم اور توحید خالص پر کاربند ہے لیکن بعض طبائع کمزور بھی ہوتی ہیں جو عدم علم یا دوسروں کے زیر اثر دانستہ یا نادانستہ طور پر ان بدرسوم و بدعات کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ ان میں سالگرہ منانا، ویلنٹائن ڈے، مہندی کی رسومات، فیشن پرستی، اپریل فول، فحش فلمیں و ڈرامے، ہیلووین، فیس بک، انٹرنیٹ کا غلط استعمال وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں صرف چند ایک بدعات و رسوم کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جو کہ ہمارے معاشرہ میں جڑ پکڑتی جا رہی ہیں۔

فیشن پرستی

لباس کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ (الاعراف: 7)۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ آجکل کے فیشن کی تقلید کرتے ہوئے ٹائٹس بعض بچیاں پہنتی ہیں اور اس کے ساتھ بلاؤز پہن لیتی ہیں تو یہ کسی طور پر بھی حیادار اور لباسِ تقویٰ کے مانند نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک میٹنگ میں فرمایا:

’’اگر بیہودہ لباس گھروں میں پہنا جا رہا ہے تو اس میں گھروں کے لباسوں کو بھی چیک کرنے کی ضرورت ہے۔......تنگ چوڑی دار پاجامہ اور آجکل کی ٹائٹس میں فرق ہے۔ چوڑی دار پاجامہ میں تو ٹانگ کی Shape نظر نہیں آتی۔ جبکہ ٹائٹس میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں پنڈلی سے ٹخنے تک پوری ٹانگ کی پوری Shape نظر آرہی ہوتی ہے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 دسمبر 2011ء)

اسی طرح نقاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’بعض عورتیں ملنے آتی ہیں مجھے لگتا ہے کہ بڑے عرصے بعد نقاب ان کا باہر نکلا ہے۔ ملاقات کے لئے یہ نقاب باہر نہیں نکلنا چاہئے بلکہ روز نکلنا چاہئے اور اس کے نمونے واقفات نَو نے ہی قائم کرنے ہیں‘‘۔

(واقفات نَو کلاس ناروے، الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2011ء)

چھوٹے کوٹ، یا آدھے بازو والے کوٹ پہننے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفات نَو کے ساتھ کلاس میں فرمایا:۔

’’لندن میں مجھے ایک دفعہ وقف نَو بچی ملنے آئی۔ اس نے جو پردہ کیا ہوا تھا اس کے کوٹ کے بازو یہاں کہنیوں تک تھے۔ ایسے پردہ کا تو کوئی فائدہ نہیں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2011ء)

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں کہ: ’’برقعوں میں حد سے زیادہ فیشن کے رجحان کو بھی کم کریں۔ ہر اجلاس میں احمدی بچی کا مقام اس کو بتائیں۔ مجھے زیادہ بڑے کام نہیں چاہئیں ان باتوں پر دھیان دیں۔ نمازوں کی عادت، پردہ کی پابندی، اولاد کی تربیت اور فیشن کی اندھا دھند تقلید سے بچنا ان تمام پہلوؤں کے حوالے سے جائزہ لیں‘‘۔

(الفضل 11 دسمبر 2004ء)

موبائل فون کا بے جا استعمال

سائنسی ترقی نے آج کے انسان کی زندگی کو بہت سہل بنا دیا ہے۔ طول و عرض کے فاصلوں کو مٹا کر انسان کو ایک دوسرے کے قریب لا کھڑا کیا ہے۔ موبائل فون بھی آج کے دور کی ایک معروف اور بے حد مفید ایجاد ہے۔ لیکن دیکھا جائے تو موبائل فون کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بہت سے معاشرتی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ گھنٹوں بچے بھی اور نوجوان بھی SMS کرتے نظر آتے ہیں۔ مجلسوں میں بیٹھے بھی موبائل فون ہاتھ میں ہوتا ہے اور Messages لکھے جا رہے ہوتے ہیں۔ Games کھیلی جا رہی ہوتی ہیں یا پھر تصاویر دیکھی جا رہی ہوتی ہیں یا کھینچی جا رہی ہوتی ہیں۔ یہ نہ صرف مجلس کے آداب کے خلاف ہے بلکہ اس سے بے پردگی ہو رہی ہوتی ہے۔ ٹائم کا ضیاع ہو رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے ماحول سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ جرمنی کو اپنے خطاب میں فرمایا:

’’آجکل یہاں بچوں میں ایک بیماری بڑی ہے، ماں باپ کو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ

کوئی ایسا کام کررہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کرکے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے بھی غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کرلیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں، گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں، بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کردیتے ہیں۔ اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔ اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کررہیں''۔

(خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16 ستمبر 2011ء جرمنی)

فحش ڈرامے اور فلمیں

انٹرنیٹ، کیبل، سیٹلائٹ اور ٹی وی کی ایجاد سے دنیا سمٹ گئی ہے۔ ان کی بدولت دنیا کے ایک کونے میں بیٹھے دوسرے کونے کی خبر گھر بیٹھے لمحہ بھر میں پہنچ جاتی ہے۔ جہاں ان ایجادات کے مثبت پہلو ہیں وہاں انسان نے اپنی ایجادات کا استعمال غلط رنگ میں بھی کرنا شروع کردیا ہے جس کے ہمارے معاشرے، ماحول، گھروں اور خصوصاً بچوں پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ مصروفیت کے اس دور میں والدین بعض دفعہ بچوں کو ٹی وی کے سامنے بٹھا کر خود اپنے کام میں مصروف ہوجاتے ہیں، بغیر سوچے سمجھے کہ بچے ٹی وی پر کیا دیکھ رہے ہیں۔ پھر بعض گھرانوں میں مرد، عورتیں اور بچے مل کر انڈین فلمیں، ڈرامے وغیرہ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو کہ نہ صرف بیہودہ ہوتے ہیں بلکہ اس سے سراسر ناپاکی اور گندگی پھیل رہی ہوتی ہے۔ بے پردگی ہورہی ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ 3 مئی 1996ء میں فرمایا:

''اس وقت جو اطلاعیں پاکستان سے مجھے ملی ہیں اس سے نہایت ہی خوفناک تصویر اس بات کی ابھری ہے کہ لوگ گندگی میں مبتلا ٹیلی ویژن کے ذرائع کو ایسے ناپاک استعمال میں لے آئے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں گھر گھر میں گندگی گھس گئی ہے اور گھر گھر بت داخل ہوگئے ہیں اور بھارتی فلمیں جو دکھائی جاتی ہیں سراسر گند سے بھری ہوتی ہیں اوپر سے نیچے تک نہ صرف گندی بلکہ کھوکھلی اور روزمرہ کے مذاق کو تباہ و برباد کرنے والی محض بیہودہ گندگی اور ایسے توہمات والی ہیں جن کا توحید کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں بلکہ ان توہمات سے توحید مٹنے لگے گی یعنی جب وہ توہمات دل پر قبضہ کرلیں تو ایسا رِجس ہے کہ ایسی ناپاکی آجاتی ہے جس کے ساتھ توحید اکٹھی نہیں رہ سکتی تو توحید اپنے ڈیرے ان دلوں سے اٹھا لیتی ہے''۔

(روزنامہ الفضل 18/اپریل 2001ء)

اپریل فول۔ایک گندی اور گھناؤنی رسم

یکم اپریل کو لوگ بالخصوص مغرب میں اپریل فول جیسی لغو رسم کرتے ہیں۔ جس میں دھوکہ دہی، فریب، جھوٹ اور مذاق کا سہارا لے کر اپنے دوستوں، رشتہ داروں، وغیرہ کو بیوقوف بناتے ہیں۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔ چاہے وہ مذاق ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو''۔

(سورۃ الاحزاب:71)

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی علامتوں میں دجال کی بے دینی اور اس کا جھوٹا اور کذاب ہونا خصوصیت سے ظاہر فرما دیا ہے اور پھر اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھنے کی ہدایت دی ہے۔ جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں: ؎

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زباں ہے، عضو نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیدنا سید الوریٰ

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ خود اپریل فول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے، تو تیری کلام محض صدق ہو، ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے''۔

(نور القرآن۔روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 408)

مہندی وشادی کی رسوم

مہندی جو کہ لڑکی رخصتی سے پہلے وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ مل کر کرتی ہے، اس موقع پر بھی بہت سی رسمیں کی جانے لگی ہیں۔ باقاعدہ لڑکوں کی طرف سے مہندی کا آنا، بعض جگہوں پر تو لڑکے والے بھی لڑکی کی مہندی میں شامل ہوتے ہیں۔ شادی کے موقع پر دلہن اور دلہا کو دودھ پلانا، جوتے چھپانا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 15 جنوری 2010ء میں فرمایا:

''مہندی کی ایک رسم ہے، اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں، کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہوجاتا ہے، بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہوجاتا ہے اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے۔...... یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔...... اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہورہا ہے۔...... اب میں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسم ورواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کریں''۔

خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 نومبر 2005ء میں حضور انور نے فرمایا:

''بعض دفعہ ہمارے ملکوں میں شادی کے موقع پر ایسے ننگے اور گندے گانے لگا دیتے ہیں کہ ان کو سن کر شرم آتی ہے۔ ایسے بیہودہ اور لغو اور گندے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ پتہ نہیں لوگ سنتے کس طرح ہیں۔.......... پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہوجاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جاسکتی''۔

سیدی پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم ورواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حکم وعدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم ورواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے''۔

(خطبات مسرور، جلد سوم صفحہ 685-700)

بعد ازاں عزیزہ نائمہ عزیز بھٹی، سمیرہ ظفر، صباحت طاہر، عائشہ منور، انیلہ منیب اور ثمینہ ظفر نے مختلف ترانے پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت واقفات نَو بچیوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

واقفاتِ نَو بچیوں سے سوال وجواب

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ بدعات کے اوپر بہت کچھ کہا ہے تم لوگوں نے۔ بدعت کیا ہے؟ ایسی باتیں جو نئی ایجاد کی جائیں، دین میں شامل کردی جائیں، جن کے بارے میں کوئی احکام نہیں ہیں بلکہ منع کی گئی ہیں۔ اب یہاں مجھے پتہ لگا ہے کہ ایک مہندی تھی۔ میں نے ان لوگوں کو ہال کی اجازت دی ہوئی ہے جن کے گھر چھوٹے ہیں۔ اول تو جرمنی میں اتنے چھوٹے گھر نہیں ہیں۔ جن کے بہت بڑے خاندان ہیں سو یا ڈیڑھ سو آدمی رہتے ہیں ان خاندانوں کے لئے شاید گھر چھوٹے ہوجائیں یا لڑکی کی سہیلیاں ہوں تو۔ اس کے لئے میں نے کہا تھا کہ آپ لوگ چھوٹی سی جگہ لے کر مہندی کرسکتے ہیں۔ تو اس کا بعض لوگوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ بڑے بڑے ہال لینے شروع کردیئے۔ پھر بہانے یہ بنائے کہ آمین کے نام پر بڑی بڑی دعوتیں کرنی شروع کردیں دوسروں کو بھی بلانا شروع کردیا کہ ہم نے آمین کی ہے۔ کسی نے آمین کے نام پر سالگرہ شروع کردی۔ تو اس طرح کی جو بدعتیں ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ فی الحال تو میں نے کوئی سختی نہیں کی اس مہندی والی بات پر لیکن آئندہ ضرور ہوجائے گی جو آمینیں اور اس طرح کی دوسری بدعات شامل کرلیتی ہیں مہندی کے نام پر یا آمین کے نام پر مہندیاں۔ جو بڑے خاندان ہیں وہاں شادی سے ایک دن پہلے ایک دن کے لئے رشتہ داروں کو کھانے پر بلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اب یہ مسئلہ بن گیا ہے کہ شادی پر خرچ کم آتا ہے، شادی کی رونقیں کم ہوتی ہیں، شادی کی اہمیت کم ہوگئی ہے اور جو مہندی ہے اس کی اہمیت شادی کے اوپر چھا گئی ہے۔ اسلام میں صرف دو چیزوں کی اجازت ہے۔ شادی کی دعوت اور ولیمہ۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی آئے کپڑوں پر رنگ لگا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا میری شادی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ولیمہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، پیسے نہیں ہیں غریب آدمی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے بکری کے ایک پائے کا ولیمہ کرو لیکن کچھ نہ کچھ لوگوں کو ضرور بلانا چاہئے۔ اپنے قریبیوں کو، اپنے رشتہ

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

داروں کو کھلا دو۔ اس وقت اس کی اہمیت ہے۔ کہیں نہیں آیا کہ تم نے مہندی کی تھی کہ نہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت واقفاتِ نَو کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **ہم سمجھتے ہیں کہ آئندہ بھی نبی آسکتا ہے اور یہ بھی ایمان ہے کہ خلافت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اگر نبی بھی آسکتا ہے اور خلافت بھی تا قیامت چلے گی تو دونوں باتیں کس طرح ٹھیک ہوسکتی ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جتنا پتہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ میرے اور مسیح کے درمیان میں کوئی نبی نہیں۔ مسیح موعود جو آئے گا وہ نبی ہوگا۔ پھر تیسری چیز یہ ہے کہ نبی آسکتا ہے۔ ''سکتا ہے'' اور ''آئے گا'' میں بڑا فرق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، اللہ تعالیٰ کی طاقت ہے، بھیجنا چاہے تو بھیج سکتا ہے۔ پرانے زمانے میں جو انبیاء تھے مثلاً بنی اسرائیل کے وہ شریعت کو لے کر آتے تھے وہ خلفاء ہی تھے۔ خلافت بھی نبوت کے رنگ میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو بھی خاتم الخلفاء کہا ہے کہ میرے پہ آکے خلافت ختم ہوگئی۔ اب میرے ذریعے سے خلافت جاری ہوئی اور جو جاری ہوگی وہ میرے ذریعے سے جاری ہوگی۔ ایک خلافت کی، مقام نبوت کے لحاظ سے جو انتہا ہوسکتی تھی وہ آپ پر ہوئی۔ ہوسکتا ہے کوئی نبی آجائے لیکن اس کا مقام بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کم ہوگا۔ یہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگوں کی حالتیں نہ بدلیں اور اس طرح احمد کی جو شان ہے اور جو پیار محبت سے سمجھایا جاتا ہے اس پہ عمل نہ کرو گے پھر ہوسکتا ہے کہ آخری زمانے میں کوئی ایسا نبی آئے جو ڈنڈا چلائے تم پر۔ تو یہ ایک امکان بیان کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کو محدود نہیں کر سکتے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو وہ خدا کو پیدا کرنے پر بھی قادر ہے؟۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وہاں دکھاتا ہے جہاں اس کی شان بلند رہے۔ یہاں تو نبوت کا مقام ہے۔ آسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت کے خلیفہ کو وہ مقام دے دے۔ پہلے بھی تو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی بھی بنایا ہوا تھا۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **مَیں سیکرٹری تبلیغ ہوں۔ مجھے دوسری دفعہ موقع مل رہا ہے کہ مَیں ایک آرٹیکل لکھوں۔ مَیں نے پہلی مرتبہ جماعت کے تعارف کے بارہ میں لکھا تھا اور اس میں ہیومینیٹی فرسٹ اور لجنہ اماء اللہ کے بارے میں لکھا تھا۔ دوسری مرتبہ کس موضوع پر آرٹیکل لکھنا چاہئے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسلام کی خوبیوں کے بارہ میں لکھو کہ اسلام امن اور پیار کا پیغام دیتا ہے۔ پھر اگلا لکھنا کہ امن اور پیار کا جو پیغام ہے اس کو اس زمانے میں لانے والا کون ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اور وہی پیغام ہم آگے پہنچاتے ہیں اور یہی اسلام ہے۔ پھر لوگوں کے رویے دیکھ دیکھ کر آگے آرٹیکل لکھتی جاؤ۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **عورتوں کا اس معاشرہ میں ضرورت کے تحت باہر نکلنا اور مردوں سے رابطہ کرنا بعض دفعہ ضروری ہوجاتا ہے۔ نیز اگر مرد شک کی نظر سے دیکھے تو اس بارہ میں کیا ہدایت ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا علاج کے لئے جانا ہے ڈاکٹر کے پاس وہ مجبوری ہے، سودا سلف کے لئے جانا ہے، بازار میں شاپنگ کے لئے جانا ہے۔ مجبوری ہے تو جاؤ کس نے روکا ہے لیکن حیادار لباس پہن کے جاؤ۔ مرد شک کی نظر سے دیکھتے ہیں تو ظاہر ہے، خاوند دیکھتے ہیں، بھائی دیکھتے ہیں یا باپ دیکھتے ہیں تو ان کی اصلاح کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔ اگر تم پاک صاف ہو، ضمیر صاف ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غیر مردوں سے بات بھی کرنی ہے تو اپنے لہجے کو اتنا سخت کر کے عورت بولے کہ کسی کے دل میں غلط خیال پیدا نہ ہو۔ اگر تم سڑک پر کھڑی ہو کر دوستانہ انداز میں کسی واقف کار سے یا دکاندار سے باتیں کرنے لگ جاؤ گی تو وہ شک کی نظر سے تمہیں دیکھیں گے۔ لیکن اگر تمہارا اپنا رویہ غیر مردوں سے ایسا سخت ہوگا حدیث کے مطابق تا کہ کسی کو جرأت نہ ہو تو پھر ٹھیک ہے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے عرض کی کہ **حضور انور نے خلافت کی صد سالہ جوبلی کے خطاب میں فرمایا تھا کہ کسی نے حضور کو لکھا کہ خلافت کے سو سال پورے ہونے پر بہت خوشی ہے لیکن اس کے ساتھ بہت فکر کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے دُور ہٹ رہے ہیں۔ حضور ہمیں بتائیں کہ ہم اپنی اس فکر کو کس طرح دُور کر سکتے ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اپنی حالتوں کو ٹھیک رکھو اور تقویٰ کے قریب رہو۔ تقویٰ پر چلو۔ جو اسلام کی تعلیم ہے اس کے مطابق چلو۔ سنت پر عمل کرو اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ارشادات فرمائے ہیں ان کے مطابق چلو تو تبھی ہم قریب رہ سکتے ہیں۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **شادی کے سلسلہ میں استخارہ کی کیا اہمیت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی لینے کے لئے استخارہ کا حکم ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر استخارہ یا ہر دعا کے بعد ضرور خواب بھی آئے اور جب تک خواب نہ آئے تم کو کہ نہیں۔ اگر دل کو کسی بارے میں تسلی ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے۔ رات کو نماز کے بعد خاص طور پر دو نفل پڑھ کے کسی مقصد کے لئے دعا کرو اور پھر سو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے یہ مدد مانگو کہ اگر یہ رشتہ میرے لئے بہتر ہے تو میرے دل میں تسکین اور سکون پیدا کردے اور اگر بہتر نہیں تو روک ڈال دے اور اس رشتے کے بارے میں میرے ماں باپ کے دل میں سے بھی نکال دے اور میرے دل میں سے بھی نکال دے۔ یہی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کبھی ماں راضی ہوجاتی ہے تو کبھی باپ راضی ہوجاتا ہے اور کبھی خود لڑکی کی مرضی ہوتی ہے۔ سارے راضی ہوجائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

☆ واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **کس کو استخارہ کرنا چاہئے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لڑکی کو خود کرنا چاہئے۔ حضرت اماں جانؓ فرمایا کرتی تھیں کہ جب لڑکیاں چھ سات سال کی ہوجائیں تو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی شروع کر دیں۔ تو ہر لڑکی کو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ جب بھی ایسا وقت آئے جب ان کا رشتہ آئے تو جو بہتر ہو وہ ہو۔ یہ نہیں کہ فلاں کے پاس پیسے ہیں، فلاں کے پاس عہدہ ہے، فلاں کے پاس ملازمت ہے، فلاں خاندان اچھا ہے تو میں نے رشتہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، غیب کا علم اس کو ہے، وہ جس کے لئے جو بہتر سمجھتا ہے اس کے مطابق کرو۔ باقی چھوٹی چھوٹی باتیں تو رشتوں کے بعد بھی ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کو Ignore بھی کرنا چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ غیر متعلقہ لوگ جو ہیں جن کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہوتا ان سے بھی استخارہ کروالینا چاہئے۔ ان کو بھی بعض دفعہ کوئی خواب آجاتی ہے یا کوئی نہ کوئی پیغام مل جاتا ہے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **یہاں Father Day اور Mother Day منایا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات کنڈر گارٹن سے بچوں کے ذریعہ تحائف بھی بھجوائے جاتے ہیں اس بارہ میں کیا ہدایت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تحفے بیشک لے لیا کرو۔ لیکن اسلام تو کہتا ہے کہ ہر دن Mother Day ہے۔ تم ہر روز Mother Day منایا کرو۔ لندن میں ایک فنکشن تھا۔ مسجد کا افتتاح تھا۔ انگریز بھی آئے ہوئے تھے اور اس دن Mother Day بھی تھا۔ تو میں نے ان سے کہا کہ تمہارا Mother Day آج ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ ہر روز Mother Day مناؤ۔ والدین کی عزت کرو۔ ان سے بہتر سلوک کرو۔ ان کو اُف نہ کہو۔ ان کی خدمت کرو۔ اگر تمہیں توفیق ہے تو انہیں ہر روز تحفہ دو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **بچے کی پیدائش کے شکرانے کے طور پر جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ تو لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کیوں کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ کیا بکرے کی بجائے گائے کی قربانی میں حصہ بھی ڈالا جاسکتا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ عقیقہ ہوتا ہے اور عقیقے کے لئے تو بکرے یا بھیڑ کی قربانی کا ہی حکم ہے۔ حصے سے متعلق پھر یہ سوال اٹھاؤ گی کہ جائیداد میں مرد کے دو حصے کیوں ہیں اور عورت کا ایک حصہ کیوں ہے؟ کوئی نہ کوئی حکمت تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کریں۔ ہوسکتا ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کی نسبت برائیوں سے بچانے کی زیادہ ضرورت ہو۔ تمہیں اس بات پر خوش ہونا چاہئے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے **تعلیم کے متعلق سوال کیا کہ وہ میڈیسن سٹڈی کرنا چاہتی ہے کیا اس کی اجازت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر خواہش ہے اور اس کے مطابق نمبر آتے ہیں تو ضرور کرو۔ لیکن سٹڈی ''چیک ریپبلک'' یا باہر جا کے نہیں کرنی۔ اگر جرمنی میں داخلہ ملتا ہے تو کرنی ہے۔ لڑکیاں وہاں اکیلی نہیں جائیں گی۔ میڈیکل تو کرسکتی ہو لیکن اسی ملک میں رہتے ہوئے۔ ماں باپ جہاں جانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن دوسرے ملک میں جا کے نہیں۔

☆ ایک دوسری واقفہ نَو نے **بھی تعلیم کے متعلق سوال کیا کہ بہت واقفات نَو میڈیکل اور میڈیا میں سٹڈی کر رہی ہیں۔ ان کے علاوہ کس فیلڈ میں جانا چاہئے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرنلزم میں بھی جاسکتی ہو۔ ٹیچنگ میں جاسکتی ہیں۔ سائنس میں ریسرچ میں جاسکتی ہیں۔ ٹیچنگ میں جہاں حجاب نہیں لینے دیتے تو جن صوبوں میں منع ہے وہاں کوئی اور پڑھائی کرلو۔ کسی مضمون میں ماسٹرز کرلو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **پاکستان کے حالات کی وجہ سے بہت سے احمدی مختلف ممالک کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ حضور کا آسٹریلیا کے بارہ میں کیا خیال ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں رستہ ملتا ہے چلے جاؤ۔ آسٹریلیا بھی اچھی جگہ ہے اگر وہاں جانے دیتے ہیں۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **حضور نے سالگرہ منانی منع کی ہے تو کیا شادی کی سالگرہ بھی منع ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف مَیں نے تو منع نہیں کی۔ کسی نے کبھی منائی نہیں اور اسلام میں اس کا رواج نہیں ہے۔ پہلے سب خلفاء منع کرتے رہے ہیں۔ شادی کی سالگرہ کیا ہے۔ شادی والے دن تھوڑا صدقہ نکال دیا کرو جو بھی سالگرہ ہو اور دو نفل پڑھ لیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو ایک سال گزار دیا ہے وہ اچھا گزار دیا ہے اور آئندہ بھی اچھا گزار دے۔ اگر اچھا نہیں گزرا تو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آئندہ سال اچھا گزار دے اور خاوند کو عقل دے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **کلاس میں**

شمولیت کے بارہ میں ایک سوال ہے جو سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک پابندی ہے کہ جو سالانہ امتحان میں حصہ نہیں لے سکتے مجبوری کے تحت بھی حصہ نہیں لے سکتے تو کلاس میں شامل نہیں ہوسکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کوئی ضروری نہیں کہ سال میں ایک دفعہ ہو۔ کبھی میں آؤں اور میرے ساتھ ہوتی ہے تو میری مرضی ہے کرلوں اور اگر تم لوگوں کی اپنی ہوتی ہے تو وہ تو ہر مہینے یا کچھ عرصے بعد ہونی چاہئے۔ اس سال میں نے وہ پابندی ہٹا دی ہے۔ سارے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے تو کہا کہ کوئی پابندی نہیں سارے آجاؤ۔ شاید یہاں آکے اچھا اثر پڑ جائے تو اگلی دفعہ امتحان میں حصہ لے لو۔

☆ **ایک واقفہ نو نے عرض کی کہ میں بچے کی پیدائش کی وجہ سے امتحان نہیں دے سکی۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی مجبوری تھی تو پندرہ دن بعد امتحان دے دیتیں۔ یہ کونسا ایسا بورڈ کا یا یونیورسٹی کا امتحان ہے جو اسی دن ہونا ہے۔ مقصد تو یہ ہے کہ جو دینی معلومات ہیں جو نصاب یا سلیبس مقرر کیا گیا ہے وہ ہر ایک پڑھ لے اور اگر کوئی دس دن بعد یا مہینے بعد بھی دے دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ جس وقت جس کو موقع ہے وقف نَو والوں کا کام ہے کہ وہ امتحان لے سکتے ہیں۔ کوئی معین تاریخ رکھنا کوئی ضروری تو نہیں۔ مقصد تو یہ دیکھنا ہے کہ جو دینی علم یا نصاب تمہارے لئے مقرر کیا گیا تھا وہ تم لوگوں نے پڑھا ہے یا نہیں۔ ہر چیز کو ہوّا بنا دیا ہے انتظامیہ نے۔ ویسے کوئی پابندی نہیں۔

☆ **ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ واقفات نَو کو آثار قدیمہ کے بارہ میں تعلیم حاصل کرنی چاہئے یا نہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر دلچسپی ہے تو پڑھ لو۔

☆ **ایک واقفہ نَو نے خانہ کعبہ کے متعلق دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کیا وہ موجود تھا اور اس کا کیا مقصد تھا؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کوئی مقصد ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے بھی اس کی بنیادیں تھیں۔ انہیں بنیادوں کی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی فرمائی جس پہ انہوں نے عمارت کھڑی کی۔ انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ نئی بنیادیں کھودیں۔ انہیں بنیادوں پہ عمارت کھڑی کی۔ پھر اس پر ایک دَور آیا کہ وہ گر گیا اور ختم ہو گیا۔ پھر ایک دَور آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور پھر جیسا کہ مشہور واقعہ ہے حجر اسود کو لگانے کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا۔ تو مختلف دَور اس پہ آتے رہے ہیں۔ تو یہ جو ہمارا آدم ہے یا یہ دنیا ہے یہ آدم سے کوئی چھ ہزار سال پرانی تو نہیں ہے۔ ہزاروں سال پرانی ہے۔ آسٹریلیا کے ابورجنیز کہتے ہیں کہ وہ پینتالیس ہزار سال پرانے ہیں۔ امریکہ کے مقامی لوگ بھی کہتے ہیں اور قرآن شریف کی اپنی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی ارب سال پرانی دنیا ہے۔ پھر ابن عربی کے حج کا جو واقعہ ہے۔ وہ حج کر رہے تھے تو ان پر ایک کشفی حالت طاری ہوگئی تو انہوں نے کسی سے پوچھا کہ تم بھی آدم کی اولاد ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ تم کس آدم کی بات کر رہے ہو۔ آدم تو ہزاروں گزرے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے گھر جو بنایا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ سب سے پرانا اور قدیم گھر ہے۔ پہلے بھی اس کا کہیں وجود تھا۔ کوئی سولائزیشن ہوگی جس کے لئے وہ تھا۔

☆ **ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ جزاک اللہ کا جواب کیا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جزاک اللہ احسن الجزاء۔ قرآن کریم کہتا ہے **هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ** (الرحمن:61) یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ جو جزاک اللہ کہتا ہے وہ تم پر احسان کر رہا ہے تمہارے لئے دعا کر رہا ہے تو تم اس کے لئے دعا کردو۔ احسن الجزاء دے۔ اور بھی بڑھ کر جزاء کہ تم میرے لئے دعائیں کر رہے ہو۔

☆ **ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں جو الہام ہوا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اس کا کیا مقصد ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس کی ابھی سمجھ نہیں آئی کیونکہ وہاں پیشگوئی کے الفاظ میں خود لکھا ہوا ہے۔ لیکن اس کے کئی معانی کئے جاتے ہیں۔ مرکز کے لحاظ سے بھی کئے جاتے ہیں۔ مکہ، مدینہ، قادیان اور پھر ربوہ کا مرکز قائم کیا۔ خاص طور پر احمدیوں کی آبادی کے لحاظ سے ربوہ ہی مرکز بنا تھا۔ پھر بھائیوں کے حساب سے بھی، ایک بھائی تھے مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی سے پہلے بیٹے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت نہیں کی تھی۔ جبکہ ان کے بیٹے مرزا عزیز احمد صاحب نے کرلی تھی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں 1930ء میں بیعت کی۔ بیماری کے آخری وقت میں جس کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ تو ایک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بھائیوں کو چار کرنے والا، ملانے والا ہو۔ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعد میں اور معانی ظاہر کرتا رہے لیکن بہرحال یہ دو ظاہر ہیں۔

☆ **ایک واقفہ نَو نے ڈارون تھیوری کے متعلق سوال کیا کہ اس تھیوری کے مطابق انسان نے عقلی لحاظ سے بھی ترقی کی ہے اور اب کا انسان پہلے انسان سے عقلی لحاظ سے بہتر ہے کیا یہ درست ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات یہ ہے کہ ڈارون کی Evolution کی تھیوری جس طرح وہ بیان کرتا ہے ہم اس طرح نہیں مانتے۔ لیکن ہم Evolution کو بہرحال مانتے ہیں۔ اب Evolution میں مذہب کے لحاظ سے عقل کے بارہ میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرما دیا اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ مثلاً دینی لحاظ سے بھی انسان میں دین کے معاملات کو، روحانی معاملات کو جذب کرنے کی جو صلاحیت تھی وہ کم تھی۔ اس لئے پہلے انبیاء مقامی طور پر آتے رہے جو لوگوں کو ہر علاقے میں، ہر شہر میں، چھوٹی چھوٹی جگہوں پہ مقامی تعلیم دیتے رہے اور ان کی تعلیم مکمل نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ یہ Evolution یعنی روحانی Evolution ہوتا رہا اور وہ زمانہ آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے کامل اور مکمل تعلیم دی۔ تو دین کامل ہو گیا اور نعمت تمام ہوگئی۔ قرآن کریم کے بارہ میں یہ ہے کہ تا قیامت یہ تعلیم چلے گی۔ اب Evolution ایک لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں روحانی لحاظ سے تو مکمل ہو گیا۔ لیکن اس وقت وہ ایجادیں نہیں تھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم مکمل ہوگئی۔ اس لئے قرآن کریم نے بتا دیا کہ ایک زمانہ آئے گا انسان ترقی کرے گا، اس کی سائنس ترقی کرے گی، اس کا دماغ ترقی کرے گا تو زمینوں کو پھاڑ کے دو سمندروں کو ملا دے گا۔ سوئز کنال بھی مل گئی اور پاناما کینال بھی مل گئی۔ پھر انسان کا دماغ مزید ترقی کرے گا تو گھوڑوں خچروں اور اونٹوں کو چھوڑ کے کاروں اور ٹرین اور جہازوں پہ اور بحری جہازوں پہ انجن سے چلنے والے جہازوں پہ سفر کرے گا۔ سیٹلائٹ پہ چلا جائے گا۔ سیٹلائٹ سے ہواؤں میں چلا جائے گا۔ یہ ساری قرآن کریم کی پیشگوئیاں ہیں۔ تو یہ اس زمانے میں صحابہ تو نہیں جانتے تھے کہ کس کس طرح پوری ہوں گی۔ ان کا تصور بھی نہیں تھا ان کا Concept ہی نہیں تھا۔ لیکن آج ہو رہا ہے اور چند سالوں کے بعد ہوسکتا ہے کہ انسان کی ایسی ترقیاں ہوں جو تم لوگوں کی سوچ سے باہر ہوں۔ تم اپنی نانی پڑنانی سے پوچھ لو کہ یہ ہوسکتا ہے تو وہ کہیں گی کہ نہیں تم جھوٹ بول رہی ہو۔ باقی جب چاند پہ گئے ہیں تو مولوی بھی پاکستان میں کہا کرتے تھے کہ جھوٹ بول رہے ہیں کس طرح جاسکتے ہیں۔ وہ جو راکٹ ہے وہ تو اتنا بڑا ہے اور چاند تو چھوٹا سا ہے تو اس میں کس طرح انسان بیٹھ گیا تو یہ تو سوچ تھی ان کی، اب بھی ہے۔ اس لئے یہ Evolution تو اب بھی سائنسی ترقی کے لحاظ سے تدریجاً ہو رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے **اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ** کہہ کے اس کو مکمل اور کامل کر دیا۔

واقفات نَو کی یہ کلاس ایک بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوئی۔

واقفینِ نَو کی کلاس

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق واقفین نَو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ اس کلاس میں 325 خدام واقفین نَو نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو عزیزم انیق احمد شاہد نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم راحیل احمد نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم شرجیل خالد نے پڑھا۔ بعد ازاں عزیزم سفیر احمد نجم نے رسالہ الوصیت سے خلافت کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مبارک ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

عزیزم نعمان احمد خاں نے خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

یوم خلافت کا خصوصی موضوع

آج 27 مئی یوم خلافت ہے۔ یوم خلافت کی مناسبت سے اس وقف نَو کلاس کا امسال کا موضوع ''جرمنی میں خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کے دورہ جات اور ان کی نصائح'' تھا۔ ہر مضمون کے ساتھ ساتھ TV پر خلفاء کے دورہ جات اور مصروفیات کی تصاویر بھی پیش کی گئیں۔

سب سے پہلے ''جرمنی میں احمدیت کا آغاز اور حضرت مصلح موعودؓ کا مبارک دورہ'' کے عنوان سے عزیزم عاصم بلال عارف نے اپنا درج ذیل مضمون پیش کیا۔

ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا میں خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن ''خلافت ڈے'' کے طور پر منایا کرے۔ اس میں یہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں۔ اسی طرح وہ رؤیا کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے دکھائے اور جن کو پورا کرکے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں''۔

(الفضل یکم مئی 1957ء)

جرمنی میں احمدیت

سرزمین جرمنی پر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ کی ذاتی توجہ اور کوششوں سے یہاں احمدیت کا پودا لگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ جرمنی میں جلد احمدیت پھیلے۔ جیسا کہ 1941ء میں مجلس مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

''مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جنگ (یعنی Second World War) میں جرمنی کو شکست ہوئی تو اس کے بعد تبلیغ کا بہترین مقام جرمنی ہوگا۔ جرمن قوم تین سو سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں مگر ابھی تک وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی تو ہم اسے بتاسکیں گے کہ خدا نے تمہاری ترقی کا کوئی اور ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ۔...... پس میں سمجھتا ہوں جرمن قوم کا اس شکست میں دینی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ ہے اور عنقریب تبلیغ کے لئے ہمیں ایک ایسا میدان میسر آنے والا ہے جہاں کے رہنے والے باتیں نہیں کرتے بلکہ کام کرتے ہیں اور زبانی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ عملی رنگ میں قربانیاں کر کے دکھاتے ہیں''۔

1922ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے مربی مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی کو اور بعد میں حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو جرمنی بھجوایا اور اگلے ہی سال حضورؓ نے برلن میں پہلی مسجد بنانے کا فیصلہ فرمایا اور اس کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا۔ لیکن سرزمین جرمنی کی بدقسمتی کہ جرمنی کے معاشی حالات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے یہ پراجیکٹ مکمل نہ ہوسکا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1945ء میں Second World War کے بعد تین واقفین زندگی کو جرمنی کے لئے منتخب کیا اور انہیں اس مقصد کے لئے لندن روانہ فرمایا لیکن جرمنی کے سیاسی حالات کے باعث وہ جرمنی نہ آسکے۔ البتہ چند دنوں کے ویزے پر جرمنی آتے جاتے رہے۔ 1949ء میں چوہدری عبداللطیف صاحب یہاں تشریف لے آئے اور ہمبرگ میں جماعت کا ایک مستقل مشن قائم ہوگیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا دورہ جرمنی

بالآخر سرزمین جرمنی کی صدیوں کی محرومی اپنے اختتام کو پہنچی جب اس سرزمین پر پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک خلیفہ کے قدم پڑے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی مرتبہ 15 جون 1955ء کو جرمنی تشریف لائے اور دو دن قیام کے دوران نیورن برگ اور فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔ ہالینڈ سے واپسی پر آپؓ 25 جون کو ہمبرگ تشریف لے گئے جہاں آپ تین دن تک قیام فرما رہے۔ اس تمام دورہ میں جہاں آپ نے احمدی احباب کو ملاقات کا شرف بخشا وہاں جرمنی میں تبلیغ اور مساجد کے متعلق بہت سے منصوبے بھی بنائے گئے۔ ہمبرگ میں ایک استقبالیہ میں حضورؓ نے فرمایا: ''جرمن قوم کا کیریکٹر بلند ہے اور انہوں نے ہمبرگ شہر کو اتنی جلدی تعمیر کر لیا ہے۔ جرمن قوم اس زندہ روح کے ساتھ ضرور جلد از جلد اسلام کو جو خود اس روح کو بلند کرنے کے لئے تعلیم دیتا ہے قبول کرے گی''۔ نیز آپ نے فرمایا: ''اسلام یورپ کے لئے مناسب حال مذہب ہے اور خاص طور پر جرمنی کے لئے عالمگیر مذہب ہونے کی بناء پر اسلام کا مستقبل جرمن میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اسلامی روح جرمنی میں زندہ ہے''۔

آپ نے احمدیہ جرمن مشن ہمبرگ کی Visitor's Book میں مندرجہ ذیل ریمارکس تحریر فرمائے۔

''خدا تعالیٰ تمہیں ہمبرگ میں ایک موزوں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو جرمنی کے تمام لوگوں کے لئے اور خاص طور پر یہاں کے نومسلموں کے لئے ایک مرکز بنائے آمین۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق یورپ یقینی طور پر اسلام کی طرف توجہ کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ جرمنی کے نومسلموں کو اپنی برکات میں سے حصہ عطا فرمائے اور ان کو لاکھوں لاکھ کی تعداد میں بڑھاتا چلا جائے یہاں تک کہ جرمنی میں ان کی اکثریت ہوجائے۔ آمین''۔

یہ اس مبارک دورہ کا نتیجہ ہی تھا کہ ابھی دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ 1957ء میں ہمبرگ میں پہلی مسجد ''مسجد فضل عمر'' اور 1959ء میں فرینکفرٹ میں ''مسجد نور'' کا افتتاح بھی ہوگیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی جرمنی میں اشاعت حق کی شدید خواہش کا اظہار ان دونوں مواقع پر بھیجے گئے پیغامات سے بھی ہوتا ہے۔ مسجد نور کے افتتاح کے موقع پر آپ نے تار بھیجا جس میں تحریر فرمایا:

''مَیں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ اسلام جرمنی میں سرعت کے ساتھ پھیلے۔ آمین''۔

اسی طرح مسجد فضل عمر ہمبرگ کے افتتاح کے موقع پر آپ نے اپنے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو بھجوایا اور اپنے پیغام میں تحریر فرمایا:

''میرا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یکے بعد دیگرے جرمنی کے بعض شہروں میں بھی مساجد کا افتتاح کیا جائے۔ امید ہے مرزا مبارک احمد مولوی عبداللطیف صاحب سے مل کر ضروری سکیمیں اس کے لئے بنا کر لائیں گے تاکہ جلدی مساجد بنائی جائیں۔ خدا کرے کہ جرمن قوم جلد اسلام قبول کرے اور اپنی اندرونی طاقتوں کے مطابق جس طرح وہ یورپ میں مادیت کی لیڈر رہے روحانی طور پر بھی لیڈر بن جائے۔ ......ہم ایک مربی یا درجنوں نومسلموں پر مطمئن نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں مبلغ جرمنی سے پیدا ہوں اور کروڑوں جرمن باشندے اسلام قبول کریں تا اسلام کی اشاعت کے کام میں یورپ کی لیڈری جرمن قوم کے ہاتھ میں ہو۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور جرمنی کے دورہ جات

اس کے بعد عزیزم حارث خالد نے ''حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے دورہ جات اور نصائح'' کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سترہ سالہ دَورِ خلافت میں جرمنی کے 6 دورہ جات فرمائے۔ سب سے پہلا دَورہ 1967ء میں پھر 70ء، 73ء، 76ء، 78ء اور آخری دورہ 1980ء میں فرمایا۔ یعنی ہر دوسرے یا تیسرے سال سرزمین جرمنی حضورؒ کے بابرکت وجود سے فیض پاتی رہی۔ الحمدللہ علیٰ ذالك۔

ستمبر 1967ء میں پہلے دورے سے قبل حضورؒ نے اس دورہ کے مقاصد کے بارہ میں فرمایا:

''یہی میرے سفر کا مقصد ہے۔ میں کھل کر ان سے بات کرنا چاہتا ہوں ...... کہ یہ پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوچکی ہیں اور یہ وہ واقعات ہیں جن کے پورے ہونے کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا تھا اس وقت جس دن یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یوں واقع ہوگا اور یہ ایک سلسلہ ہے یوں ہوگا، یوں ہوگا، یوں ہوگا اور اس کے آخر پر یہ ہے کہ غلبۂ اسلام ہوگا۔ وہ غلبۂ اسلام خدا کے فیصلہ کے مطابق اس دنیا میں ضرور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی''۔

جرمن قوم کے بارہ میں بشارت

پہلے مبارک دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جرمنی میں احباب جماعت کو اپنا ایک مبشر خواب بھی سنایا کہ آپ جرمنی کے ایک عجائب گھر میں گئے ہیں جس کے ایک کمرہ میں مختلف اشیاء پڑی ہوئی ہیں۔ کمرہ کے درمیان میں پان کی شکل کا ایک پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے۔ اس پتھر پہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس دورہ کے اختتام پر 25/اگست 1967ء کو ربوہ میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے آپ نے جرمنی جماعت کے بارہ میں فرمایا:

''جب میں وہاں کے احمدیوں کے حالات بتاؤں گا کہ وہاں اللہ تعالیٰ کس قسم کی جماعت تیار کر رہا ہے اور اس جماعت سے مل کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نہایت خوشی کے سامان پیدا کئے اور آپ کے لئے بھی غور طلب ہے کہ وہ اب آپ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوگئے ہیں''۔

1973ء کے تیسرے مبارک دورہ کے دوران ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''ہمیں کامل یقین ہے کہ ہم محبت اور پیار کے ساتھ دنیا کے دل جیتیں گے۔ اب دنیا کی نجات اسلام کے ساتھ وابستہ ہوچکی ہے جو کامل ترین اور آخری مذہب ہے''۔

نیز حضورؒ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''آئندہ پچاس سال تک جرمن قوم اسلام قبول کرلے گی''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے یورپ کے پہلے دورہ کے بعد ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''ہر احمدی کو دنیا کا رہبر اور قائد اور استاد بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کرنی پڑے گی اور پیدا کرنی چاہئے۔ کیونکہ آج بھی دنیا کو ان سے کہیں زیادہ تعداد میں استادوں اور مبلغین کی ضرورت ہے جو آج ہمارے پاس ہیں۔ لیکن وہ زمانہ آنے والا ہے جب اس ضرورت کی ہماری موجودہ اہلیت کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہ ہوگی بلکہ دنیا لاکھوں آدمی مانگے گی۔ دنیا جماعت احمدیہ سے یہ کہے گی کہ ہم سیکھنے کے لئے تیار ہیں تم ہمیں آکر سکھاتے کیوں نہیں؟ کیا جواب ہوگا آپ کے پاس اگر آپ ان کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟...... پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دنیا کماتے ہوئے بھی اتنا دین سیکھ لیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کی آواز آپ کے کان میں پہنچے۔...... تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہو کہ انہیں اسلام سکھا سکے اور اس بات کا عزم اپنے دل میں رکھتا ہو کہ وہ دنیا کے ہر کام کو چھوڑ دے گا اور اسلام سکھانے کے لئے جہاں ضرورت ہو گی چلا جائے گا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر 1967ء)

(باقی آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲۰ جولائی ۲۰۱۲)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگولین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

قادیان میں عید ملن پارٹی کا انعقاد

عیدالفطر کے بعد ہر سال کی طرح اس سال بھی جماعت احمدیہ قادیان نے نظارت امور عامہ کے زیر انتظام مؤرخہ 26 اگست 2012ء بعد نماز عصر سرائے طاہر میں عید ملن تقریب کا انعقاد کیا۔ جس میں قادیان کے مقامی ہندو، سکھ، عیسائی اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والی معزز شخصیات نے شرکت کی ۔ اس کے علاوہ نواحی دیہاتوں سے بہت سے سرپنچ صاحبان ولیڈران بھی شریک ہوئے۔ اس مبارک تقریب کا آغاز محترم مولانا محمد انعام صاحب غوریؔ ناظر اعلیٰ وامیر جماعت قادیان کی زیرِ صدارت قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو کہ عزیزم مبشر احمد متعلم جامعہ احمدیہ نے کی۔ بعد ازاں عزیزم فاتح الدین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام (حمد وثناء اسی کو جو ذاتِ جاودانی......) خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا جس سے حاضرین بہت متأثر ہوئے۔ بعد ازاں جن احباب نے جماعت احمدیہ کو عید کی مبارکباد پیش کی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:-

جناب سکھد یو سنگھ بیدی صاحب حضرت بابا گورونانک دیو جی کی سولویں نسل سے تعلق رکھتے ہیں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ :-

''جماعت احمدیہ عیدالفطر کے موقع پر تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے دوستوں کو عربی کالج (جامعہ احمدیہ قادیان) میں جمع کر کے باہمی پیار اور محبت کو بڑھاوا دیتی ہے۔ میں اس موقع پر تمام افرادِ جماعت کو اپنی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

بعد ازاں ہوشیار پور سے تشریف لائے ایک اور مہمان جناب انوراگ سودؔ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ :-

''عید کا پیغام ہمیں تمام انسانوں سے محبت کرنا سکھاتا ہے اور جماعت احمدیہ ہمیں یہاں جمع کر کے آپسی بھائی چارہ اور محبت کا اظہار کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے جس کے ہم شکر گزار ہیں۔''

اس کے بعد گورندر پال سنگھ گورا ممبر شرومنی پربندھک کمیٹی نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے افراد کو دلی مبارکباد پیش کی اور اس تقریب کے انعقاد پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد جناب ترلوک سنگھ باٹھ چیئرمین ضلع پریشد، جناب جگروپ سنگھ سیکھواں جناب جرنیل سنگھ ماحل نے بھی عید کی مناسبت سے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ جناب ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ M.L.A. فتح گڑھ چوڑیاں نے فرمایا کہ :-

''جماعت احمدیہ عیدالفطر کے موقع پر تمام مذاہب کے لوگوں کو خواہ ان کے سیاسی روابط کسی بھی پارٹی سے ہوں یہاں بلا کر ان میں محبت پیار کی فضا ہموار کرتی ہے جس کے لئے ہم جماعت احمدیہ کے شکر گزار ہیں۔ اس موقع پر میں حضور صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی خدمت میں بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ قادیان تشریف لائیں بلکہ میں تو کہوں گا کہ ہر سال تشریف لائیں اس سے قادیان کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔''

جناب راجپال سنگھ سندھو S.S.P. بٹالہ نے فرمایا کہ میں نے ایک شعر کہیں پڑھا تھا کہ :-

''مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا۔''

اس شعر کی صحیح عکاسی عملی طور پر آج کی اس مجلس میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ بحیثیت S.S.P. میں نے اس تقریب کے زبردست حفاظتی انتظامات کروائے تھے۔ مگر یہاں آ کر جو محبت اور پیار کا ماحول میں نے دیکھا مجھے محسوس ہوا کہ ایسے سخت انتظامات کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ جماعت احمدیہ ایک منظم جماعت ہے جس نے اپنا ایک خصوصی اثر ورسوخ علاقہ میں بنا کر رکھا ہوا ہے۔

اس اجلاس کے مہمان خصوصی جناب اوم پرکاش اوپادھیائے وائس چانسلر گورو رویداس یونیورسٹی پنجاب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ :-

''دنیا کے تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور باہمی پیار کا سبق دیتے ہیں اور اس عید کا بھی یہی مقصد ہے۔ اس موقع پر میں اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کے تمام افراد کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

آخر میں صدر اجلاس نے اپنی تقریر میں تمام حاضرین اور سامعین کا جماعت کی دعوت پر تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور رمضان اور عید کے متعلق تفصیلات بیان فرمائیں۔ اس تقریب میں سٹیج سیکریٹری کے فرائض محترم مولانا محمد حمید کوثرؔ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے سرانجام دئے۔

بعد میں تمام حاضرین کی تواضع کی گئی اور حاضرین نے اپنی پسند کا لٹریچر بھی حاصل کیا اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ باہمی محبت والفت اسی طرح بڑھتا چلا جائے۔ آمین اللھم آمین۔

عمر عبدالقدیر (شعبہ تدوین تاریخ احمدیت بھارت)

بقیہ: اداریہ از صفحہ ۲

''اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیّت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری ودائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے، تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکّر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

(اخبار بدر مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ صفحہ ۳۳۔۳۴)

موجودہ پرآشوب حالات میں مسلمانوں کی مختلف خودساختہ انجمنیں اور تنظیمیں مسلمانوں کی ترقی وکامرانی کیلئے مختلف ناموں سے اُمت مسلمہ میں اتحاد کی اپیلیں کر رہی ہیں۔ کسی کے نزدیک تعلیم کا نظام قائم کرنے سے ترقی ہے تو کوئی آپسی اتحاد واتفاق کا رونا رو رہا ہے۔ لیکن نتیجہ ناکامی اور نااُمیدی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے۔ اس کا احیاء اُس نہج اور طریق پر ہو سکتا ہے جس طریق پر آغازِ اسلام میں ہوا تھا اور جو طریق سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب نے ایک موقعہ پر لکھا تھا کہ'' اُمت کی موجودہ بے عملی اور مشرکانہ جاہل رسموں میں گرفتاری بالکل مسلم ہے یہ عام مشاہدہ کی چیزیں ہیں لیکن اس سے نجات دلانا کس کے بس کی بات ہے؟ کایا پلٹ کے لئے تو پیغمبرانہ عزم وعزیمت کی ضرورت ہے''۔ (صدق جدید لکھنؤ ۵/اکتوبر ۱۹۶۲)

چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدئ معہود علیہ السلام وہی پیغمبرانہ عزم وعزیمت لے کر اُمت کی کایا پلٹنے کیلئے تشریف لائے اور اس کیلئے روحانی نظام خلافت حقہ جاری فرمایا۔ پس اگر آج مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اپنی موجودہ خستہ حالت زار سے نجات پائیں اور اُن کی فرقہ بندیاں اختلافات اور مصائب ہم وغم کا خاتمہ ہو تو اُنہیں اُس مسیح ومہدی کو قبول کرنا ہوگا جس کی بشارت سرورِ کائنات حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی تھی کیونکہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ حضرت مسیح موعودؑ کے وجود سے وابستہ ہے۔ اب خلافت علیٰ منہاج نبوت سے وابستگی ہی خیر اُمت کے ہر مسئلے کا حل ہے۔ اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''دنیا کا امن اس مہدی ومسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ ہے کیونکہ امن وسلامتی کی حقیقی اسلامی تعلیم کا یہی علمبردار ہے جس کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ آج اس مسیح محمدی کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور اسی سے خدا والوں نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔'' (اخبار بدر مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۸ صفحہ ۲۲)

جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر نہایت تحدی سے فرمایا کہ ایسی نفرتوں کا علاج اُمت واحدہ بننے میں ہے اور اُمت واحدہ بنانے کا کام اس زمانہ میں خلافت احمدیہ کے سپرد ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھیں کہ آپ کی وحدت خلافت سے وابستہ ہے اور اُمت واحدہ بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد ہے اور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ میں خدا کی قسم کھا کر اس مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام اُمت واحدہ بنانے کا کام خدا تعالیٰ نے اس دور میں خلافت احمدیہ کے سپرد کر دیا ہے۔ جو اس سے تعلق کاٹے گا وہ اُمتِ واحدہ سے اپنا تعلق کاٹ لے گا۔ اس کی کوئی کوشش خواہ نیکی کے نام پر ہی ہو۔ کبھی کامیاب نہیں ہوگی''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جولائی ۱۹۹۳ بدر ۱۲ اگست ۱۹۹۳ء)

خلفائے جماعت احمدیہ نے خیر اُمت کو بار بار اُن کے ادبار اور پسماندگی کی نشاندہی فرمائی اور علاج تجویز کیا ہے۔ اگر آج اُمت حقیقی طور پر اپنے مصائب سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اور فلاح ونجات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو اُنہیں ان نصائح پر عمل کرنا ضروری ہے۔

جماعت احمدیہ کی ۱۲۳ سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت نے خیر اُمت میں اختلافات وتفرقہ مٹانے اور انہیں اُمت واحدہ بنانے کی پرزور سعی کی ہے۔

انشاء اللہ اس بارہ میں آئندہ گفتگو کریں گے۔ (جاری) (شیخ مجاہد احمد شاستری)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 13 Sep 2012 Issue No : 37

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

جلسہ سالانہ انگلستان میں شاملین جلسہ اور کارکنان کو نصائح

نمازوں اور عبادتوں کی بروقت ادائیگی بہت ضروری ہے جلسے کے دنوں میں اس کو مزید نکھر کر سامنے آنا چاہیئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31 راگست 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو کے جلسہ کی آمد آمد ہے اور انشاء اللہ اگلے جمعہ سے جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ کے فضل سے مختلف شعبہ جات کے کارکنان وقت دے رہے ہیں اور جلسے کیلئے محنت اور قربانی کر رہے ہیں جلسہ میں آنے والے غیر از جماعت مہمان حیران ہوتے ہیں کہ اس قدر تھوڑے سے عرصہ میں ایک چھوٹا سا شہر آباد کر دیا جاتا ہے جس میں تمام سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔ بعض غیر سمجھتے ہیں کہ شاید مہارت رکھنے والے یہ کام کرتے ہیں اور اس پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے لیکن جب انہیں بتاؤں کہ یہ کام والنٹیئر کرتے ہیں تو یہ بات ان کیلئے حیرانی کا باعث بنتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 75 فیصد کام کارکنان کرتے ہیں۔ جلسہ کے دنوں میں بھی اللہ کے فضل سے یہ کارکنان پورے نظام کو سنبھالتے ہیں۔ پس یہ بہت بڑا اعزاز ہے ان لوگوں کیلئے جو یہ کام کرتے ہیں۔ حسب روایت جلسے سے ایک ہفتہ قبل میں مہمان نوازی کی اہمیت کے بارے میں توجہ دلاتا ہوں۔ اس لئے آج اس بارے میں کچھ کہوں گا۔ فرمایا یہ خصوصیت بھی اس وقت صرف یو کے جلسہ کو ہے کہ خاص طور پر اس موضوع پر مہمانوں کی خدمت کرنے والوں کو مہمان نوازی کی اہمیت کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ یو کے جلسہ کی اہمیت دنیا کے کسی بھی جلسہ کی اہمیت سے زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ عالمی ہو گیا ہے۔ جب سے پاکستان میں جلسوں پر پابندی لگائی گئی اس وقت سے یہاں جلسے ہو رہے ہیں۔ گزشتہ ۲۸ سال سے جلسہ سالانہ یو کے میں خلیفہ وقت کی شمولیت لازمی حصہ بن چکی ہے اور دنیا کے کونے کونے سے احمدی اور غیر از جماعت مہمان آتے ہیں اس لئے یہ مرکزی جلسہ سالانہ ہے۔ پس اس لحاظ سے یہاں کے انتظامات کی وسعت زیادہ ہو چکی ہے اور مہمانوں کی توقعات زیادہ ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے مجھے اور انتظامیہ کو فکر ہوتی ہے کہ صحیح طرح سے مہمان نوازی کی جا سکے۔ اور انتظامات صحیح ہوں۔ فرمایا کارکنان یاد رکھیں کہ تمام دنیا کے احمدیوں اور غیر از جماعت لوگوں کی نظر جلسہ کے انتظامات اور کارکنان پر ہوتی ہے۔ اس لئے کارکنان کے رویے ان کے کام کے طریق اخلاق اور مہمان نوازی کے معیار بہتر سے بہتر ہونے چاہئیں۔ اور ہر کارکن کو اس کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مہمان نوازی کوئی معمولی عمل نہیں بلکہ ایسی نیکی ہے جس کا حکم ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ اور اگر یہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو تو دوہرا اجر ملتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ مہمان کے آتے ہی پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ ایک بڑا پرتکلف کھانا ان کے سامنے چن دیا۔ آنحضرتؐ کو جو پہلی وحی ہوئی اور آپ کو اس سے خوف پیدا ہوا تو حضرت خدیجہ نے آپ کی مہمان نوازی کا ذکر کیا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ مہمان نوازی انبیاء کے اوصاف میں سے خاص وصف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جو کام دیئے گئے ان میں سے ایک خاص کام مہمان نوازی ہے فرمایا تھکنا نہیں ۔ جماعت کا ہر فرد اس فریضے کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔

ایک مرتبہ آپ بیمار تھے مہمان آنے کی خبر ہوئی باہر آئے فرمایا ’’آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اُٹھا کر آیا ہے۔ اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کیلئے باہر آ گیا ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۶۳ سن اشاعت ۲۰۰۳)

فرمایا جو مہمان آپ کی خدمت میں آئے وہ صحبت سے فیض پانے کیلئے آپ کے حکم سے آئے۔ آج جو مہمان آ رہے ہیں وہ بھی آپ کے حکم سے آپ کے قائم کردہ تربیتی نظام سے فائدہ اٹھانے کیلئے آ رہے ہیں۔

پس یہ آنے والے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان ہیں اور ہمارے لئے یہ اعزاز ہے کہ ان مہمانوں کی بھرپور خدمت کریں۔ جن توقعات کو لیکر یہ آتے ہیں ان کو پورا کریں۔ جلسے کے مہمان تو چند دن کیلئے آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مہمان کا جائز حق دو اور یہ حق تین دن کی مہمان نوازی ہے۔ آپؐ کے اپنے مہمان نوازی کے معیار کیا تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ وہ لوگ جو دین سیکھنے کی غرض سے ہر وقت آپ کے در پر پڑے رہتے تھے ان کی ضرورت کا ہر طرح سے حضور خیال رکھتے تھے۔

پس یہ لوگ تھے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا کہ سب کچھ بھول گئے اور آنحضورؐ کی مہمان نوازی کو قبول کیا۔ حضور نے حضرت ابو ہریرہؓ کا دودھ پلانے کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ کس طرح اپنے مہمانوں کا خیال رکھا کرتے تھے۔

تو یہ تھے مہمان اور اس طرح مہمان نوازی ہوتی تھی کہ حضور پہلے ان کا خیال کرتے تھے یہ لوگ دین کا کام حاصل کرنے کیلئے اپنا سب کچھ بھول جاتے۔

حضور انور نے فرمایا کارکنان کیلئے بعض واقعات میں سبق بھی ہوتا ہے بعض اوقات وقت کی قلت کی وجہ سے کام کرنے والوں کو جلدی ہوتی ہے۔ کارکنان کا اس سلسلہ میں کیا معیار ہونا چاہیئے ۔اس کے متعلق حضور نے حضرت خیر دین صاحب سیکھوانی کی روایت بیان فرمائی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب میں قادیان پہنچا اور گول کمرہ کے سامنے ہوا تو حضور مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضور نے کھانے کا حکم دیا۔ سب لوگ کھا چکے تھے۔ غلام محمد دین صاحب مرحوم خلیفہ اوّل کے رضائی بھائی نے کھانا اٹھا لیا۔ حضور کی نظر پڑی تو سخت تنبیہہ کی۔ فرمایا جب تک میں نہ کہوں دسترخوان نہ اُٹھائیں حضور انور نے فرمایا کہ مہمان کھانا کھا رہا ہو تو اس کو آرام سے کھانے دینا چاہیئے بعض کارکنوں کو جلدی ہوتی ہے لیکن ان کو بتا دینا چاہیئے کہ نماز میں اتنا وقت رہ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کے معیار کیا تھے اپنے ماننے والوں سے کیا توقعات تھیں اس کا اظہار اس ارشاد سے ہوتا ہے۔ فرمایا

میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ مہمان کو تکلیف نہ ہو حضور انور نے اس ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہر کارکن کو ان باتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔

پہلی بات یہ کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جائے۔ اس میں صرف کھانے کا ذکر نہیں بلکہ رہائش اور ٹریفک وغیرہ کا بھی انتظام ہے۔ اسی طرح غسل خانوں اور صفائی کا انتظام ہونا چاہیئے۔ ٹکٹ کی چیکنگ کا انتظام ہے۔ غیر مہمانوں اور معزوروں کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے۔ چھوٹے بچوں کی ماؤں کیلئے اچھا انتظام ہو۔

دوسرے یہ کہ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے۔ اس نازک دل کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی مہمان شکوہ کرتا ہے تو کارکنان کا کام ہے کہ صبر سے اسے برداشت کریں۔ خاص طور سے سیکورٹی کے کارکن کو اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے ایسا طریق اختیار کیا جائے کہ کوئی برا نہ مانے۔ غیر از جماعت مہمانوں کے ساتھ تو بہت ہی مہذب رویّہ ہونا چاہیئے۔ بہت سے لوگ آپ کے اخلاق سے بھی متاثر ہوتے ہیں اچھے اخلاق اچھی تبلیغ بھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا نمازوں اور عبادتوں کی بروقت ادائیگی بہت ضروری ہے جلسے کے دنوں میں اس کو مزید نکھر کر سامنے آنا چاہیئے۔ حضور نے ربوہ کا ذکر فرمایا کہ وہاں بھی اس طرح نصیحت کی جاتی تھی ربوہ کے احمدیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ انگلستان کی جماعت مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ یو کے کی جماعت کو جلسے کے نظام کو سنبھالنے کی طاقت نہیں تھی اور شروع میں مرکز سے افسران اور کارکنان آتے تھے لیکن اب اللہ کے فضل سے افسران اور کارکنان احسن رنگ میں خدمت بجا لانے والے ہیں اور یہ کمی پوری ہو چکی ہے۔

اللہ کے فضل سے افسر صاحب کی طرف سے جو رپورٹ آتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی گہرائی سے ہر کام پر توجہ ہوتی ہے۔ حضور انور نے سیکورٹی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ کارکنان کو قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا۔ جن مہمانوں کو لانا ہے ان کے بارے میں پہلے بتا دیں تا کہ بعد میں شکوہ نہ ہو۔ نیز یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ غیر مہمانوں کو لانے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ دنیا کے حالات اور جماعت کے بارے میں لوگوں کی جو سوچ ہے، شرارتی عنصر بھی بڑا ایکٹو ہوا ہے۔ اس لئے صرف ابتدائی اور سرسری واقفیت پر ہی مہمان نہ لائیں بلکہ پوری واقفیت اور پرانے تعلقات کی بنا پر ہی مہمان لائیں۔

مہمانوں کی مہمان نوازی کو فضل الٰہی سمجھیں پہلے سے بڑھ کر قربانی کے جذبے سے اس کو بجا لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو اس کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بابرکت کرے۔ تمام انتظام مکمل ہوں اور احسن رنگ میں کارکنان ان کو سرانجام دینے والے بھی ہوں۔

❁ ❁ ❁